نسیم احمد

کلام سودا میں الحاق

تدوین متن کے عمل میں الحاق کلام کا مسئلہ بڑا اہم ہوتا ہے اور پیچیدہ بھی ان پیچیدگیوں کا حل ناممکن نہ سہی لیکن دشوار ضرور ہے۔ مرتب متن کو ان گتھیوں کے سلجھانے میں کتنے ہفت خواں طے کرنا پڑتے ہیں، اس کا اندازہ صرف وہی حضرات کر سکتے ہیں جو اس قسم کے کاموں میں دلچسپی رکھتے ہیں۔

شعرائے اردو کے کلیات دواوین میں مختلف شعرا کے کلام کا خلط ملط ہو جانا عام بات ہے۔ ایسا عموماً شاعر کے نام یا تخلص کی مطابقت ردیف اور قافیے کے اشتراک، مضامین کی مماثلت کاتب کی بے توجہی یا لاعلمی کی بنا پر ہوتا ہے۔ بعض اوقات اہل مطابع نے بھی تجارتی فائدے کے پیش نظر کم تر درجے کے شاعروں کا کلام مشاہیر کے نام سے یا نومشقوں کے اشعار اساتذۂ فن کے کلام کے ساتھ شائع کر کے تدوینی الجھنوں میں اضافہ کیا ہے۔

سودا کے کلیات کے مختلف مطبوعہ وغیر مطبوعہ نسخوں میں بھی غزلیات اور دیگر اصناف میں ایسے کلام کا ایک معتد بہ حصہ شامل ہو گیا ہے جو دوسرے شعرا کے دیوانوں میں موجود ہے یا معاصر تذکروں میں ان کے نام سے درج ہے۔ اس ضمن میں مہربان خاں رند، سوز، حمزہ علی رند، یقین، مجذوب، شیدا، فغاں، بیان، تاباں، میر حسن، ممتاز، راقم، منت، فطرت، آرزو، کلیم، فرحت، رسوا، عاصمی، (آثمی)، آبرو، امیر، انتظار، مائل، غلام، حسرت، جرأت، مرزا عسکر، مرزا عباس علی، عظیم، عاکف، مرزائی رگمانی مل کھتری حیدری، فتح چند ممنون، معروف، محبت خاں محبت، اور مضمون وغیرہ کے نام لیے جا سکتے ہیں۔

آئندہ صفحات میں ہم متذکرہ بالا شعرا کے اس کلام کی تفصیلات پیش کریں گے جو ان کے مجموعۂ کلام اور کلیات سودا کے درمیان مشترک ہے یا تذکروں میں اس کا انتساب متذکرہ شاعروں میں سے کسی کی جانب کیا گیا ہے۔ بیدار کی ایک طویل غزل اور قائم کی متعدد غزلیں اور مخمسات بھی کلیات سودا میں شامل ہیں۔ ان کی تفصیل علاحدہ مضمون مشمولہ "آجکل" میں شائع کی جا چکی ہیں۔

(۱) سودا، سوز اور رند

سودا اور سوز دونوں مہربان خاں رند کی سرکار سے وابستہ تھے اور ان کے لیے شعر کہتے تھے۔ ایک

روایت کے مطابق سودا نے سوز کے نام سے بھی اشعار کہے ہیں (۱) چنانچہ غزلوں کی ایک بڑی تعداد تینوں کے یہاں مشترک ہے۔ تفصیل یہ ہے۔

(الف) سودا اور رند

نواب مہربان خان رند، میر سوز کے شاگرد تھے۔ سوز کے علاوہ انھوں نے سودا سے بھی استفادہ کیا تھا۔ قائم کے بقول ''ذہن سلیم اور طبع مستقیم'' اور شوق کے الفاظ میں ''طبع موزوں و مناسب'' رکھتے تھے۔ تذکروں سے معلوم ہوتا ہے کہ انھیں غزل اور مراثی کے علاوہ گیت، دوہرہ اور ٹپہ کے لکھنے پر بھی قدرت حاصل تھی۔ اس کے ساتھ ہی فن موسیقی میں دستگاہ کامل اور تیر اندازی و شمشیر زنی میں ید طولیٰ رکھتے تھے۔

شوق کے بیان کے مطابق رند کا دیوان پچاس ہزار اشعار پر مشتمل تھا۔ اس دیوان کا اب کوئی سراغ نہیں ملتا۔ البتہ قاضی عبدالودود صاحب نے ایشیاٹک سوسائٹی کلکتہ میں تین چار ہزار اشعار کے ایک نسخہ دیوان کی نشان دہی فرمائی ہے۔ ''خوش معرکہ زیبا'' کے مولف سعادت خاں ناصر کے پیش نظر بھی غالباً اسی طرح کا کوئی ایک نسخہ رہا ہوگا۔ ان کا بیان ہے کہ:

> ''رند کا دیوان مولف کی نظر سے گزرا ہے۔ سلاست اس کے کلام جنون خیز (کی) سودا سے ہم سلسلہ ہے مگر اکثر وہی غزلیں میر سوز صاحب کے دیوان میں موجود اور نام رند کا ان میں سے نابود، یہ نہ چاہیے۔ جو چیز بالعوض کہی ہو، اس کا دعویٰ انصاف سے بعید ہے واللہ اعلم بالصواب'' [۲]

ناصر کے علاوہ کئی تذکرہ نگاروں کو بھی دیوان رند میں درج کلام کو مہربان خاں رند کی تصنیف تسلیم کرنے میں تامل ہے۔

(۱) میر حسن لکھتے ہیں:

> ''اکثر اشعار میر سوز مرزا رفیع سودا اور دیوان مہربان خاں یافتہ می شود۔ ازیں جہت اشعار او راقلمی نہ کردم آنچہ دوسہ نوشتم بر ہماں اکتفا کردم'' [۳]

(۲) شوق رند کے کلام میں اکیس شعر بہ طور نمونہ نقل کرنے کے بعد رقم طراز ہیں:

> ''اکثر اشعار در دیوان او یافتہ شد کہ آں را میر سوز نسبت بہ طرف خود می کند و بعضے گویند کہ از مرزا رفیع است والعلم من عند اللہ'' [۴]

اس کے بعد رند کے ستائیس اشعار نقل کر کے آخر میں لکھتے ہیں:

> ''علی ھذا القیاس اکثر غزلیات مربوط و مضبوط کہ داخل دیوان اوست آں را بہ مرزا

رفیع سودا و میر سوز وغیرہ نسبت می کنند خدا داند کہ در واقع از کیست''۵

(۳) مصحفی نے رند کے تذکرے میں لکھا ہے کہ:

''اگرچہ شخص جاہل بود اما سلیقہ صحبت شعرا و راہم بہ عرصہ قلیل بہ مرتبہ والائے شاعری رسانیدہ...... مخرج زبان ہم درست نہ داشت......۵

بعد ازاں تین غزلوں کے سات شعر نمونے کے طور پر نقل کیے ہیں ان میں دو غزلوں کے چار شعر دیوان سوز اور کلیات سودا کے بعض نسخوں میں موجود ہیں۔

(۴) قاسم نے رند کے ترجمے میں ایک غزل کا مطلع: ع 'یارب کہیں سے گرمی بازار بھیج دے'' اور ایک شعر: ع ''دیتے ہیں عقد حسن میں عاشق عروس جاں'' نقل کرنے کے بعد لکھا ہے:

''ایں غزل در کلیات سرآمد شعرائے فصاحت آما مرزا محمد رفیع سودا ایں عاصی پر معاصی دیدہ و بسیار ناپسندیدہ''۷

(۵) لالہ سری رام نے رند کے نام سے آٹھ شعر نقل کرنے کے بعد اشعار کے انتساب کے سلسلے میں شبہ ظاہر کیا ہے۔ لکھتے ہیں:

'' چند شعر ان کے دیوان میں دیکھے گئے جن کی نسبت میر سوز کہتے ہیں کہ یہ ان کا کلام ہے اور بعض مرزا رفیع سودا سے منسوب کرتے ہیں واللہ اعلم۔ وہ اشعار یہ ہیں''۸

بعد ازاں مزید آٹھ اشعار نقل کیے ہیں۔ انھی شواہد کی بنیاد پر قاضی عبدالودود مرحوم نے بجا طور پر یہ رائے قائم کی ہے کہ:

''مہربان خان خود شعر نہیں کہتے تھے'' دوسروں کے اشعار اپنی طرف منسوب کر لیا کرتے تھے''۹ البتہ ان کا یہ بیان درست نہیں کہ دیوان رند (نسخہ کلکتہ) میں ایک شعر بھی ایسا نہیں جو سوز کے کسی نسخے میں نہ ہو لیکن ایک شعر بھی ایسا نہیں جو کلیات سودا کے کسی معتبر نسخے میں موجود ہو''۱۰

سطور ذیل میں صرف دو غزلوں ۱۱ سے بحث کی جائے گی جو کلیات سودا میں موجود ہیں لیکن کلیات سوز میں نہیں اور جنھیں سعادت خاں ناصر نے رند کے نام سے نقل کیا ہے۔

۱۔ ع: جب لبوں پر یار کے مسّی کی دھڑیاں دیکھیاں (۷ شعر)

یہ غزل کلیات سودا کے تمام مطبوعہ ہندستانی نسخوں میں موجود ہے ۱۲

ڈاکٹر شمس الدین صدیقی نے اسے لندن کے دو قلمی نسخوں ۱۳ کی بنیاد پر اپنے مرتب کردہ کلیات سودا

جلد اوّل کے حصہ سوم میں جگہ دی ہے اور ڈاکٹر ہاجرہ نے اپنی مرتبہ غزلیات مرزا رفیع سودا میں شامل کرلیا ہے لیکن سعادت خاں ناصر نے اس غزل کا مطلع رند کے نام سے نقل کیا ہے۔

۲۔ ع: جب یار نے اٹھا کر زلفوں کے بال باندھے (۹ شعر)

یہ غزل بھی کلیات سودا کے تمام ہندستانی ایڈیشنوں میں موجود ہے۔[۱۴] ڈاکٹر محمد شمس الدین نے اسے لندن کے ایک قلمی نسخے [۱۵] کی بنیاد پر اپنے مرتبہ کلیات سودا جلد اوّل کے حصہ چہارم میں جگہ دی ہے اور ڈاکٹر ہاجرہ اسے مشکوک خیال کرتی ہیں تاہم اپنی مرتبہ ''غزلیات مرزا رفیع سودا'' میں شامل کیا ہے لیکن اس غزل کے مندرجہ ذیل دو اشعار سعادت خاں ناصر کے نمونہ کلام میں نقل کیے ہیں۔

جب یار نے اٹھا کر زلفوں کے بال باندھے سودائیوں نے دل میں کیا کیا خیال باندھے
تیرے ہی سامنے کچھ چوکے ہے تیر نالہ ورنہ نشانے اس نے مارے ہیں بال باندھے

کلیاتِ سودا کے تمام نسخوں میں پہلے شعر کے دوسرے مصرعے میں ''سودائیوں نے دل میں'' کی بجائے ''تب میں نے اپنے دل میں'' اور دوسرے شعر میں ''چوکے ہے تیر نالہ'' کی بجائے ''بہکے ہے میرا نالہ'' اور ''ورنہ نشانے اس نے'' کی بجائے ''ورنہ نشانے ہم نے'' ملتا ہے۔

(ب) سودا اور سوز

کلیات سودا میں شامل سوز کے کلام کی نشان دہی سب سے پہلے شیخ چاند (متوفی ۱۹۳۶ء) نے اپنی کتاب سودا میں ان الفاظ کے ساتھ کی۔[۱۶]

ہم نے بہت سا ایسا کلام معلوم کیا ہے جو سوز اور سودا دونوں کے دیوانوں میں مشترک ہے یہ چوں کہ مقدار میں زیادہ ہے اس لیے اس کا یہاں نقل کرنا، اس کی تفصیلات پیش کرنا طوالت سے خالی نہیں۔''

بعدازاں قاضی عبدالودود مرحوم نے اپنے ایک مضمون ''کلیات سودا کا پہلا مطبوعہ نسخہ'' میں سوز اور سودا کی ایک سو سات مشترک غزلیں نقل کیں اور انھیں سودا کے یہاں الحاق قرار دیا۔

متذکرہ مضمون کی اشاعت کے کافی عرصے بعد ۱۹۶۶ء ڈاکٹر خلیق انجم کی تصنیف ''مرزا محمد رفیع سودا'' منظر عام پر آئی جس میں انھوں نے کلیات سودا میں سوز کی ایک سو سولہ غزلوں اور ایک مطلع (کسو نے روم لی قسمت میں کوئی شام لے آیا۔ ہمیں لے کچھ نہ آیا ایک تیرا نام لے آیا) کی نشان دہی کی۔ یعنی موصوف نے قاضی صاحب کے پیش کردہ الحاقی کلام پر نو غزلوں اور ایک مطلع کا اضافہ کیا۔

لیکن عجیب بات ہے کہ جب ۱۹۶۹ء میں ڈاکٹر محمد حسن نے کلیات سودا کو دو جلدوں میں مرتب کیا،

قاضی صاحب کی نشان دادہ ایک سوسات الحاق غزلیں جوں کی توں جلد اوّل کے مقدمے میں نقل کر دیں۔اس کے بعد ڈاکٹر اکبر حیدری نے اکادمی، ستمبر ۱۹۸۱ء کے شمارے میں سودا کے الحاقی کلام کی ایک طویل فہرست شائع کی۔موصوف نے الحاقی کلام کو چار حصّوں میں تقسیم کیا۔حصّہ الف میں ایک سو پینتیس غزلیں نقل کی گئی ہیں جن میں ایک سو چھبیس غزلیں سوز کی ہیں۔ ۱۷ اکبر حیدری صاحب نے ان تمام غزلوں کی نشان دہی اردوئے معلّٰی سوز نمبر کے حوالے سے کی ہے۔راقم السطور نے جب کلیات سودا کا مقابلہ اردوے معلّٰی کے سوز نمبر سے کیا تو حیدری صاحب کی نشان دادہ ایک سو چھبیس غزلوں کے علاوہ ۱۰ غزلیں، ایک مطلع اور ایک مقطع مزید معلوم کیا۔وہ یہ ہیں۔

	کلیات سودا	تعداد اشعار	صفحہ نمبر (سوز)
۱۔	چہرے پہ نہ یہ نقاب دیکھا	۹ شعر	۱۰۷
۲۔	مجھ عہد سے کام کچھ نہ نکلا	۱۰ شعر	۹۶
۳۔	رات نالہ جو کیا یار سنا یا نہ سنا	۷ شعر	۱۰۴
۴۔	روتا ہے تیرے غم میں دل زار، زار، زار	۷ شعر	۱۸۵
۵۔	اے خوشا حال ہوا جو کوئی رسوائے بتاں	۷ شعر	۲۹۶
۶۔	کسے آرام دے ہے چرخِ مینا فام دنیا میں	۴ شعر	۳۹۳
۷۔	سدا گردش ہی میں گزری بہ رنگِ خام دنیا میں	۷ شعر	۳۹۳
۸۔	جو صبر ہو کے عاشق مرغوب جانتے ہیں	۵ شعر	۳۰۲
۹۔	یہ تو میں سمجھوں ہوں یارو، وہ مرا یار نہیں	۵ شعر	۲۰۱
۱۰۔	عشق بازی پہ کمر تم نہ کسو جانے دو	۹ شعر	۳۴۰
۱۱۔	لہو اس چشم کا پونچھے سے ناصح بند کیوں کر ہو	۴ شعر	۴۳۱
۱۲۔	کسو نے روم کی قسمت میں کوئی شام لے آیا ہمیں لے کچھ نہ آیا ایک تیرا نام لے آیا	مطلع	۶۹
۱۳۔	ہاں مثلِ گل شگفتہ نہ ہو غنچہ ساں خموش ماتم سرا میں صورت دلگیر شرط ہے	مقطع	۳۸۶

اس طرح کل ایک سو چھبیس غزلیں مع ایک مطلع اور مقطع کے سودا اور سوز کے دیوانوں میں مشترک قرار پائی ہیں۔

(۲) سودا اور حمزہ علی رند

میر حمزہ علی رند دہلوی بقول عشقی ''مردے وارستہ مزاج و آزاد مشرب'' تھے۔ ابتدا میں شید تخلص کرتے تھے بعد میں رند تخلص اختیار کیا، فن شعر گوئی میں ماہر تھے۔ شورش نے دو ہزار اشعار پر مشتمل دیوان رند کی موجودگی کی اطلاع دی ہے اور دو سو سے زائد اشعار ان کے نمونہ کلام میں نقل کیے ہیں۔

''تذکرہ شعرائے اردو'' مرتبہ اکبر حیدری، واحد تذکرہ ہے جس میں مندرجہ ذیل تین شعر جو مہربان خاں رند، سودا اور سوز کے یہاں مشترک ہیں، میر حمزہ علی رند کے نام سے نقل ہوئے ہیں:

نہیں پیکاں یہ جو ہر نامہ ان نے تیر پر لکھا	اشارہ قتل کا مجھ کو یہ کس تقصیر پر لکھا
بچے جی کس طرح، روزِ ازل کاتب نے قدرت کے	ہمارا خون قاتل کے دم شمشیر پر لکھا
خدا جانے کہ اس کو رند پڑھ پڑھ کیا وہ سمجھے گا	ہمیں تھا خط کا لکھا دوراز تدبیر پر لکھا

یہ غزل سات شعر کی ہے اور سودا اور سوز کے علاوہ مہربان خاں رند کے دیوان میں بھی موجود ہے چوں کہ مہربان خاں اور میر حمزہ علی دونوں کا تخلص رند ہے لہٰذا مولف یا کاتب / مرتب نے سہواً یہ اشعار میر حمزہ علی رند کے تذکرے میں نقل کر دیے ہیں۔

(۳) سودا اور ہدایت

ہدایت اللہ خاں ہدایت دہلوی کی ایک غزل کلیات سودا کے بعض قلمی نسخوں میں درج ہو گئی ہے۔ ان نسخوں کے حوالے سے کلیات سودا مرتبہ ڈاکٹر محمد شمس الدین جلد دوم کے حصہ چہارم اور ''دیوان غزلیات مرزا محمد رفیع سودا'' مرتبہ ڈاکٹر ہاجرہ ولی الحق میں اسے شامل کر لیا گیا۔ علاوہ بریں اس غزل کے متفرق اشعار بعض تذکروں میں سودا اور ہدایت دونوں کے نام سے منقول ہیں۔ تفصیل حسب ذیل ہے۔

غزل

۱ جسے کہ زلفِ سیہ نے تری ڈسا ہوگا
غرض وہ مر ہی گیا ہوگا کیا جیا ہوگا

۲ نہ رحم اس کے ہی دل میں نہ جی میں اپنے صبر
الٰہی گزرے گی کیوں کہ ہماری کیا ہوگا

۳ یکایک ہو کے غضب ناک یوں لگا کہنے
کہ تجھ کو مجھ سا کوئی آج تک ملا ہوگا

۴ کہا میں اس سے اگرچہ ہمیں تو مرنا ہے
مریں گے ہاتھ سے تیرے تو کیا برا ہوگا

۵ بلا و رنج کی محنت سے چھوٹ جاویں گے
ہمیں حیات سیتی اور بھی بھلا ہوگا

۶ بھلا بتادے مری جاں کبھو بھی عاشق نے
تمھارے جور سے شکوہ کہیں کیا ہوگا

۷ مگر یہی نہ کہ بے اختیار ہو کے کبھو
کچھ اور بس نہ چلا ہوگا رو دیا ہوگا

جیسا کہ اوپر کہا گیا یہ غزل کلیات سودا کے دو قلمی نسخوں ۱۸؎ کے علاوہ دو جدید تحقیقی ایڈیشنوں ''کلیات سودا''، جلد اوّل حصہ چہارم مرتبہ ڈاکٹر شمس الدین صدیقی'' دیوان غزلیات سودا'' مرتبہ ڈاکٹر ہاجرہ ولی الحق میں بھی موجود ہے۔ مزید برآں پہلا شعر تذکرۂ گردیزی اور شعر نمبر ۶، ۷ تذکرہ گلشن سخن (مردان علی خاں مبتلا) میں تذکرہ سودا میں منقول ہیں لیکن بیشتر تذکرہ نگاروں نے اس غزل کے مختلف اشعار ہدایت اللہ خاں ہدایت کے نام سے درج کیے ہیں۔ گردیزی نے جہاں اپنے تذکرے میں ص ۶۸ پر شعر نمبر ایک کو تذکرۂ سودا میں نقل کیا ہے وہیں شعر نمبر ۶، ۷ کو ص ۱۵۴ پر ہدایت کے نام سے دیا ہے۔ قائم، میر حسن اور امر اللہ الہ آبادی نے بھی اپنے تذکروں میں ان اشعار کو ہدایت ہی کے نمونہ کلام میں نقل کیا ہے شورش نے شعر نمبر ۶، خلیل اور مرزا علی لطف نے شعر نمبر ۱، ۲ شوق اور قاسم نے شعر نمبر ۱، ۶ اور ۷ کریم الدین اور مصطفے خاں شیفتہ نے شعر نمبر ۲ کو ہدایت ہی کے نام سے اپنے تذکروں میں درج کیا ہے۔

قدرت اللہ شوق کے یہاں مذکورہ بالا تین شعروں (۱، ۶، ۷) کے علاوہ درج ذیل شعر بھی منقول ہے۔

گھڑی گھڑی ہمیں کیوں اتنا آزماتے ہو　　　میاں یہی نہ کہ مرجائیں گے، تو کیا ہوگا

قاسم نے ہدایت سے اپنے تعلقات کی مدت چالیس سال بتائی ہے اور ''انواع سخن سے مملو'' تخمیناً نو ہزار اشعار پر مشتمل دیوانوں کا ذکر کرنے کے بعد ان کے کلام کا طویل انتخاب دیا ہے اس لیے ان اشعار کے سلسلے میں ان کی روایت کو بہ آسانی نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔

دوسری قابل ذکر بات یہ ہے کہ اس غزل کے کسی شعر میں سودا کا تخلص بھی ملتا ہے جب کہ مخزن نکات، تذکرۂ ہندی، تذکرۂ مسرت افزا، تذکرۂ شورش اور طبقات الشعراء میں شعر نمبر ۶ میں ہدایت کا تخلص موجود ہے۔ ان تمام تذکروں میں یہ شعر اس طرح نقل ہوا ہے۔

بھلا بتاؤ مری جان کچھ ہدایت نے تمھارے جور سے شکوہ کبھو کیا ہوگا

شوقؔ نے اعلیٰ علی کے ذکر میں بھی اس غزل کو ہدایت کی ہی طرف منسوب کیا ہے۔ شاعر مذکور کے تذکرے میں ان کا بیان ہے کہ ''غزل ہدایت سطور راتضمین نمودہ...... یک بند آں یاداست۔''

کبھی جو کلبۂ احزاں میں میرے آتے ہو عجب طرح سیتی آنکھیں ہمیں دکھاتے ہو
یہ تیغ ابرو سے اپنی کسے ڈراتے ہو گھڑی گھڑی ہمیں کیوں اتنا آزماتے ہو
میاں یہی نہ کہ مر جائیں گے سو کیا ہو گا

ان شواہد کے پیش نظر سوداؔ سے اس غزل کا انتساب درست نہیں معلوم ہوتا۔ بہ ظاہر یہ ہدایتؔ ہی کی تصنیف ہے لیکن ''دیوان ہدایت'' کے دستیاب نہ ہونے کی بنا پر قطعیت کے ساتھ کوئی حکم لگانا ممکن نہیں۔

(۴) سوداؔ اور یقینؔ

انعام اللہ یقینؔ ''منظور نظر و تربیت کردہ مرزا مظہر جانِ جاناں'' کے تھے۔ والد کا نام اظہر الدین خاں تھا۔ قائمؔ نے ''صاحب طرز، یگانہ عصر و وحید دہر'' لکھ کر ان کی شاعرانہ برتری کو تسلیم کیا ہے۔ صاحب دیوان شاعر ہیں۔ ان کے دیوان میں صرف غزلیں ہیں اور سب کی سب پانچ شعر کی؟ جن کی کل تعداد ایک سو ستر (۱۷۰) ہے۔ اصلاً یہ اختصاص انھی کا ہے بعد میں شفیق اورنگ آبادی نے ان کی پیروی میں پانچ پانچ شعر کی غزلیں کہیں۔

کلیات سوداؔ کے بیشتر نسخوں میں یقینؔ کی ایک غزل کے تین اشعار اور بعض نسخوں میں ان اشعار کے علاوہ پانچ شعر کی ایک مکمل غزل اور تذکرہ آرزدہ میں ایک دوسری غزل کا ایک شعر شامل ہے۔ تفصیل حسب ذیل ہے:

(الف)

۱ بدلا ترے ستم کا کوئی تجھ سے کیا کرے
اپنا ہی تو فریفتہ ہووے ، خدا کرے
۲ قاتل ہماری نعش کی تشہیر ہے ضرور
آئندہ تا کوئی نہ کسو سے وفا کرے
۳ گر ہو شراب و خلوت و محبوب خوب رو
زاہد تجھے قسم ہے جو تو ہو تو کیا کرے

یہ تینوں اشعار کلیات سودا کے تقریباً تمام مطبوعہ اور قلمی نسخوں میں گیارہ اشعار کی ایک غزل میں موجود ہیں۔ علاوہ بریں میر، شورش، امراللہ الہ آبادی اور قاسم نے،۔۔۔ مطلع گردیزی اور علی ابراہیم خاں خلیل نے تینوں شعر۔۔۔ میر حسن اور مبتلا نے شعر نمبرا اور ۳۔۔۔ مصحفی اور شیفتہ نے شعر نمبر ۱، ۲ اور باطن نے شعر نمبر ۳ کو سودا کے نمونہ کلام میں درج کیا ہے۔ خود سودا نے متذکرہ بالا غزل کو ایک مخمس میں تضمین کیا ہے جس میں یہ تینوں شعر شامل ہیں لیکن یہ تینوں شعر دیوان یقین کے تمام دریافت شدہ نسخوں میں موجود ہیں۔ تیسرے شعر کا مصرع اوّل کلیات سودا کے برخلاف دیوان یقین میں اس طرح نقل ہوا ہے:

"خلوت ہو اور شراب ہو، معشوق سامنے"

شفیق اورنگ آبادی نے بھی ان اشعار کو اپنے تذکرے "چمنستان شعرا" میں یقین ہی کے نام سے نقل کیا ہے اور لکھا ہے کہ:

"فتح علی خاں نے دو شعر، میر نے مطلع سودا کے تذکرے میں لکھا ہے مگر میں نے یقین کے اکثر دیوانوں میں یہ اشعار دیکھے ہیں واللہ اعلم۔ نہج بستگی سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ اشعار یقیناً یقین کے ہیں جو کوئی ان دونوں صاحبان کی طرز سخن گوئی سے واقف ہے وہ دونوں کی زبان پہچانتا ہے۔"[۱۹]

میر اور گردیزی کی طرح شفیق بھی معاصر تذکرہ نگار ہے اور یقین کی شاعری کا اس قدر دل دادہ ہے کہ اس نے ان کی تمام غزلوں پر غزلیں کہیں ہیں لہٰذا قیاس یہ کہتا ہے کہ اس نے ضروری تحقیق وتفحص کے بعد ہی اپنے معاصر تذکرہ نگاروں کے بیان کی تردید کی ہوگی۔

راقم السطور کا خیال ہے کہ سودا نے یقین کی غزل کے تین شعروں پر (جو واقعی بہترین شعر ہیں) اپنے مخمس کی بنیاد رکھی اور بقیہ اشعار اپنی طرف سے کہہ کر مخمس پورا کر لیا۔ بعدازاں کاتبوں نے ان اشعار کو سودا ہی کی تصنیف سمجھ کر کلیاتِ سودا کے حصۂ غزلیات میں شامل کر دیا۔

سودا اپنے معاصرین کے اشعار کو تضمین کرنے میں کوئی عار محسوس نہیں کرتے تھے۔ چنانچہ انھوں نے میر قائم اور تاباں کی غزلوں کو بھی کلی یا جزئی طور پر تضمین کیا ہے۔ خود یقین کا ایک مصرع ان کے ایک مخمس ترجیع بند میں بہ طور مصرع ترجیع شامل ہے۔ اس مخمس کا آخری بند جس میں یقین کے کلام کے بارے میں سودا کی پسندیدگی کا اظہار ہوتا ہے درج ذیل ہے:

مصرع کو یقین تیرے سودا نے سنا تھا کل — روتا ہے وہ یوں تب سے برسے ہے گویا بادل
ہے رعد نمط نالاں بجلی کی طرح بے کل — پڑھتا ہے یہی پھر پھر آنکھوں کے تئیں مل مل
کیا کام کیا دل نے دیوانے کو کیا کہیے

(ب)

خواب میں کس طرح دیکھوں تجھ کو بے خوابی کے ساتھ — جمع آسائش کہاں ہوتی ہے بے تابی کے ساتھ
کر دیا آنکھوں نے رونے سے مرے دل کو خنک — کب تلک گرمی کروں میں مردم آبی کے ساتھ
مفت نئیں لیتے وفا کو شہر خوباں میں کہیں — کس قدر بے قدر ہے یہ جنس، نایابی کے ساتھ
پونچھتے اس منہ کے ہو جاتا ہے سب رنگیں لباس — گل کہاں ہوتا ہے ایسے رنگِ شادابی کے ساتھ
غنچۂ رنگیں کو سودا چاہیے تہہ کر رکھوں — اس کو کیا نسبت ہے اُن لب ہائے عُنابی کے ساتھ

پانچ اشعار کی یہ غزل راقم السطور کو کلامِ سودا کے تین قلمی ۲۰ اور دو مطبوعہ ۲۱ نسخوں میں ملی۔ دوسری طرف پوری غزل دیوانِ یقین مرتبہ فرحت اللہ بیگ میں موجود ہے۔ فرق صرف یہ ہے کہ زیر بحث غزل کا یہ شعر نمبر ۳ یقین کے یہاں مقطع ہے، جس کی شکل یہ ہے:

مفت نئیں لیتے وفا کو شہر خوباں میں یقین — کس قدر بے قدر ہے یہ جنس نایابی کے ساتھ
گردیزی (۱۵۹)

اور شعر نمبر ۵ یعنی شعر نمبر ۳ کی جگہ

غنچۂ رنگیں کو اپنے چاہیے تہہ کر رکھے — اس کو کیا نسبت ہے اس لب ہائے عنائی کے ساتھ

اور شعر نمبر ۴ میں ''رنگیں لباس'' کی بجائے ''رنگیں رومال'' لکھا ہے۔

علاوہ بریں گردیزی نے مقطع۔۔۔میر حسن اور لطف نے مطلع اور مقطع (شعر نمبر ۳) دونوں۔۔۔ مبتلا نے مطلع، مقطع اور شعر نمبر ۵۔۔۔علی ابراہیم خاں خلیل نے شعر نمبر ۴ مع مطلع و مقطع، کلام یقین میں شامل کیا ہے لہٰذا قطعیت کے ساتھ یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ یہ غزل یقین کی ہے، سودا کی نہیں۔ مبتلا کے یہاں شعر نمبر ۵ کا مصرع اول یوں نقل ہے۔

ع ''غنچۂ رنگیں کو اپنی چاہیے تہہ کر رکھے''

(ج)

یہ جی میں ہے کہ (میں) اس بے وفا سے جا پوچھوں
ہمارے بے مزہ رکھنے میں کچھ مزا بھی ہے

یہ شعر یقین کی ایک غزل ع ''اگر چہ عشق میں آفت ہے اور بلا بھی ہے'' میں شامل ہے اور غلطی سے تذکرۂ آرزو میں سودا سے منسوب کر دیا گیا ہے۔ دیوان یقین اور تذکروں میں یقین کے نام یہ شعر اس طرح

درج ہے:

یہ آرزو ہے کہ اس بے وفا سے تو پوچھوں
کہ میرے بے مزہ رکھنے میں کچھ مزا بھی ہے

(۵) سودا اور مجذوب

غلام حیدر بیگ مجذوب اٹھارہویں صدی عیسوی کے قابل ذکر شاعر ہیں قائم میر حسن امراللہ الٰہ آبادی، علی ابراہیم خاں خلیل اور عشقی عظیم آبادی کے بیانات کے مطابق ''خلف سودا'' اور شورش، قاسم اور مصحفی کے بقول ''بسر خواندہ وشاگرد سودا'' تھے شوق نے ''منظور نظر و تربیت کردۂ مرزا رفیع السودا از طفلی بہ طریق فرزندی خود'' او ''پرورش دادہ'' لکھ کر مذکورہ مجمل بیانات کی صراحت کر دی ہے ''طبع سلیم وفہم درست'' رکھتے تھے اور شعر بھی اچھا کہتے تھے لیکن اب تک ان کے کسی کلیات یا دیوان کی موجودگی کا پتا نہیں چل سکا۔ تذکروں میں درج اشعار سے بس اتنا معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنے مربی اور استاد سودا کی غزلوں پر غزلیں کہتے تھے۔

(الف)

کب کسی دل سوختہ سے ساز کرتی ہے حنا

چھ اشعار کی یہ غزل کلیات سواد کے تمام نول کشوری ایڈیشنوں، نیز نسخہ مصطفائی میں پائی جاتی ہے۔اس کے علاوہ قدرت اللہ قاسم نے اس غزل کا مطلع سودا کے نمونۂ کلام میں نقل کیا ہے۔ برخلاف اس کے قدرت اللہ شوق نے اپنے تذکرے ''طبقات الشعرا'' میں (ص ۳۸۲) اس غزل کا مطلع بھی اور مقطع بھی، مجذوب سے منسوب کیا ہے جو اس بات کا ثبوت ہے کہ مجذوب کی پوری غزل شوق کے سامنے رہی ہوگی۔

(ب)

ہے سخت بے مروت وہ بُت وفا کرے کیا
پر اب تو لگ گیا دل دیکھیں خدا کرے کیا

مندرجہ بالا کلیات سودا کے نسخۂ مصطفائی اور نول کشوری نسخوں اور دیوان غزلیات مرزا محمد رفیع سودا مرتبہ ڈاکٹر ہاجرہ ولی الحق میں مطلعات کے تحت درج ہے۔ ڈاکٹر محمد شمس الدین صدیقی نے لندن کے ایک قلمی نسخے ۲۲ کی بنیاد پر اسے اپنے مرتب کردہ کلیات سودا جلد اوّل کے حصۂ چہارم میں رکھا ہے۔ قاسم نے بھی اسے اپنے یہاں ترجمۂ سودا ہی میں نقل کیا ہے لیکن مبتلا اور سرور نے اپنے اپنے تذکروں میں بالترتیب ص ۲۲۸ اور ص ۲۶۴ پر اس شعر کو مجذوب سے منسوب کیا ہے۔

(ج)

ے ہم نے بھی دیر و کعبہ سے دن چار کی ہوس

نو اشعار کی یہ غزل (بہ استثنائے نسخۂ شمس) کلیات سودا کے تمام مطبوعہ نسخوں اور ایک قلمی نسخے میں ملتی ہے۔[۲۳] علاوہ ازیں انتخاب غزلیات سودا مرتبہ شارب ردولوی (شائع کردہ اردو اکادمی دہلی) میں بھی شامل کر لی گئی ہے۔ میر حسن نے اپنے تذکرے میں (ص ۱۹۳) پر اس غزل کا درج ذیل شعر مجذوب کے نام سے نقل کیا ہے۔

گھر امن کا اسی کو ملا زیر آسماں　　جس نے جہاں میں آن کے مسمار کی ہوس

(د)

ے خاک و خوں میں صورتیں کیا کیا نہ رُلیاں دیکھیاں (۵شعر)

یہ غزل (بہ استثنائے نسخۂ شمس) ''کلیاتِ سودا'' کے تمام مطبوعہ نسخوں میں موجود ہے اور پروفیسر شیرانی مرحوم بھی اسے سودا ہی کی تصنیف سمجھتے ہیں۔[۲۴] لیکن مختلف تذکروں میں اس غزل کے متفرق اشعار مجذوب کے نام سے درج ہوئے ہیں مثلاً: میر حسن، امر اللہ اِلہ آبادی اور سرور نے مقطع اور قدرت اللہ قاسم اور محمد حسین آزاد نے مطلع اور مقطع دونوں کا انتساب مجذوب کی طرف کیا ہے۔ مقطع کا متن ہر جگہ مختلف ہے:

آہ میں اپنی ثمر ڈھونڈھے ہے اے سودا تو کیا　　بید مجنوں کی نہ شاخیں ہم نے پھلیاں دیکھیاں
(کلیاتِ سودا)

آہ میں اپنی اثر ڈھونڈے ہے اے مجذوب تو　　بید مجنوں کی نہ شاخیں (ہم نے پھلیاں) دیکھیاں
(مجموعۂ نغز)

آہ میں اپنی اثر ڈھونڈے ہے اے مجذوب تو　　بیدِ مجنوں میں نہ شاخیں ہم نے پھلیاں دیکھیاں
(عمدہ منتخبہ، آب حیات)

آہ میں اپنی اثر ڈھونڈے ہے اے مجذوب تو　　سرو میں ہم نے لگیں اب تک نہ پھلیاں دیکھیاں
(میر حسن، امر اللہ)

(ہ)

ہمیں کیا لطف ہے منہ دیکھنا واں یار کا اپنے　　جہاں وعدہ اسے عالم سے ہو دیدار کا اپنے
(۴شعر)

یہ مطلع اور اسی زبان میں تین شعر (بہ استثنائے نسخۂ شمس) کلیاتِ سودا کے تمام مطبوعہ نسخوں میں ملتے ہیں۔ ڈاکٹر ہاجرہ ولی الحق نے بھی ان اشعار کو اپنے تحقیقی مقالے ''دیوان غزلیات سودا'' میں شامل کیا ہے۔ جب کہ معاصر تذکرہ نگاروں میں میرحسن نے یہ مطلع اور اشعار مذکور میں سے مندرجہ ذیل شعر مجذوب کے نام سے نقل کیا ہے۔

کیا ہے دل نے مستغنی وصالِ یار سے ہم کو ۔ تصور دل میں نت رہتا ہے اس دلدار کا اپنے

(د)

چاہوں مدد جو غیر سے اغیار کے لیے ۔ تو میں بھی یار کم نہیں دو چار کے لیے

طوبیٰ تلے میں بیٹھ کے روؤں گا زار زار ۔ جنت میں تیرے سایۂ دیوار کے لیے

یہ دونوں شعر (بہ استثنائے نسخۂ شمس) کلیاتِ سودا کے تمام مطبوعہ نسخوں میں ملتے ہیں لیکن معاصر تذکروں میں ان کی نوعیت اس طرح ہے۔

میر حسن نے دونوں شعر اور ایک مقطع:

مجذوب بہر سجہ وہ منت تھی شیخ سے ۔ پھر برہمن سے عجز ہے زنار کے لیے

امراللہ الہ آبادی نے صرف مطلع اور شوق نے دونوں اشعار کے ایک ساتھ ایک مزید شعر ''باغ جہاں میں آنے سے ہے گل کو کیا غرض''، سرور، قاسم اور آزاد نے دونوں شعروں کے علاوہ ایک اور شعر ''ہے دردِ سر ہی بلبل آزاد کی صفیر'' اور مصحفی نے شعر مذکور کو جس کا مصرع اوّل ہے باغِ جہاں میں آنے سے ہے گل کو کیا غرض'' کے علاوہ مذکورہ بالا چاروں اشعار مجذوب کے ترجمے میں نقل کیے ہیں۔ اس طرح تذکروں کی بنیاد پر مجذوب کے نام پانچ شعر کی غزل بنتی ہے جو درج کی جاتی ہے:

چاہوں مدد کسی سے نہ اغیار کے لیے ۔ میں بھی تو یار کم نہیں دو چار کے لیے

ہے درد سر ہی بلبل آزاد کی صفیر ۔ موزوں ہے نالہ مرغ گرفتار کے لیے

طوبیٰ کے نیچے بیٹھ کر روؤں گا زار زار ۔ جنت میں تیرے سایۂ دیوار کے لیے

باغ جہاں میں آنے سے ہے گل کو کیا غرض ۔ جز یہ کہ تیرے گوشۂ دستار کے لیے

مجذوب بہر سجہ منت تھی شیخ سے ۔ پھر برہمن سے عجز ہے زنار کے لیے

کلیاتِ سودا میں ''میں بھی تو یار'' کی بجائے ''تو میں بھی یار'' اور ''طوبیٰ کے نیچے بیٹھ کر'' کی جگہ ''طوبیٰ تلے میں بیٹھ کے'' کے اختلافات ملتے ہیں۔

(ز)

اشراف یا کمینہ ، طلب گار ہو کوئی　　دوں گا اسی کو دل ، جو طرح دار ہو کوئی

یہ مطلع کلیات سودا کے مصطفائی اور نول کشور ایڈیشنوں میں فردیات کے تحت درج ہے۔ ڈاکٹر ہاجرہ ولی الحق نے بھی اسے اپنے مرتب کردہ دیوان غزلیات میں مطلعات کے زیر عنوان نقل کیا ہے، برخلاف اس کے میر حسن نے مطلع مذکور اور اسی زمین کا ایک شعر مجذوب کے کلام میں نقل کیا ہے۔ شعر یہ ہے:

نے سایۂ چمن میں نہ صیاد کے حضور　　یا رب مری طرح نہ گرفتار ہو کوئی

تذکرہ میر حسن کے اس اندراج کی بنیاد پر قیاس کیا جا سکتا ہے کہ مجذوب نے مکمل غزل کہی ہوگی جس کے دو شعر منتخب ہوئے ہیں اور مطلع غلطی سے سودا کے یہاں نقل ہو گیا ہے۔

(ح)

بے چین جو رکھتی ہے تمھیں چاہ کسو کی

چھ اشعار پر مشتمل بغیر مقطع کی یہ غزل (بہ استثنائے نسخۂ شمس) کلیات سودا کے تمام مطبوعہ نسخوں میں موجود ہے۔ ڈاکٹر ہاجرہ ولی الحق نے بھی اسے ''دیوان غزلیات سودا'' میں شامل کیا ہے لیکن تذکرۂ شورش میں مطلع کے ساتھ درج ذیل مقطع بھی مجذوب کے نام سے درج ہے۔

دنیا سے گزرنا بھی عجب کچھ ہے کہ مجذوب　　کوئی نہ کبھو روک سکے راہ کسو کی

اور تذکرۂ سرور میں غزل زیر بحث کا ایک دوسرا شعر:

زلفوں کی سیاہی میں کچھ اک دام (تھے اپنے)　　قسمت کی ہوئی رات سے تنخواہ کسو کی

مجذوب کے نام سے ملتا ہے۔

(ط)

پونچھے نہ کبھو اشک وہ مغرور کسو کے

نو شعر کی یہ غزل نسخۂ مصطفائی، تمام نول کشوری ایڈیشنوں اور دیوان غزلیات مرزا رفیع سودا مرتبہ ڈاکٹر ہاجرہ ولی الحق میں موجود ہے، جب کہ معاصر شہادت اس غزل کے بارے میں سودا کے حق تصنیف کی نفی کرتی ہے مثلاً شوق نے اسی غزل کا مطلع اور ایک شعر جزوی اختلاف کے ساتھ مجذوب کی طرف منسوب کیا ہے۔ دونوں شعر درج ہیں۔

پونچھے نہ کبھی اشک وہ مغرور کسی کے　　پڑ جائیں اگر چشم میں ناسور کسی کے

آنکھوں سے جو نزدیک ہو کتنا ہی تو پھر کیا جس روز پڑا دل سے کوئی دور کسی کے

کلیات سودا شعر نمبر ا کے مصرع اوّل میں کبھی کی جگہ کبھو اور شعر نمبر ۲ کا مصرع اوّل تبدیل کر کے اس طرح لکھا ہوا ہے ''ہو چشم سے کیسا ہی جو نزدیک تو پھر کیا'' اور دونوں اشعار کی ردیف'' کسی کے کی بجائے'' کسو کے'' لکھی ہوئی ہے۔

اس کے برخلاف مصحفی نے اس غزل کا مطلع اور ایک شعر نواب عماد الملک نظام کے نام سے نقل کیا ہے۔ دونوں اشعار درج کیے جاتے ہیں۔

پونچھے نہ کبھو اشک وہ مغرور کسو کے پڑ جاویں اگر چشم میں ناسور کسو کے
پھڑکاتی ہے کیا دُختر رز شیشے میں آنکھیں قحبہ نہ ہوئی پردے میں مستور کسو کے

(ی)

افسوس کہوں کس سے میں اپنے گھٹ کی قالب سے پھرے ہے روح بھٹکی بھٹکی
ان آنکھوں نے چین جی سے کھویا سودا یہ خانہ خراب جس سے اٹکی اٹکی

یہ رباعی کلیات سودا کے مطبوعہ نسخوں میں پائی جاتی ہے لیکن قلمی نسخے عام طور پر اس کے اندراج سے خالی ہیں۔ دوسری طرف شوق نے کلیات سودا میں شامل دوسرے بعض اشعار غزلیات کی طرح اس رباعی کو بھی مجذوب کے نمونۂ کلام میں مجذوب تخلص کے ساتھ نقل کیا ہے۔

(۶) سودا اور شیدا

میر فتح علی شیدا، امیر حسن اور عشقی کے بقول میر سوز کے پسر خواندہ اور سودا کے شاگرد تھے۔ علی ابراہیم خاں خلیل اور مصحفی نے بھی انھیں میر سوز کا متبنیٰ اور سودا کا شاگرد لکھا ہے۔ شیدا شمس آباد کے رہنے والے نہایت خلیق اور متواضع انسان تھے۔ سودا کی زمینوں میں اس طرز پر شعر کہتے تھے اور صاحب دیوان شاعر تھے جیسا کہ قاسم نے لکھا ہے:

''دیوانش تا الیوم سہ ہزار بیت تخمیناً بر صفحہ روزگار ثبت افتادہ'' ۲۵

لیکن ابھی تک شیدا کا کوئی مستقل دیوان دریافت نہیں ہو سکا ہے، معاصر تذکروں میں جتنا کلام محفوظ رہ گیا ہے وہی ان کا کل معلوم شدہ شعری اثاثہ ہے۔ کلیاتِ سودا کے بعض نسخوں میں ایک سو چودہ اشعار کی ایک مثنوی ''یار و خدا ایک ہے دوسرے برحق نبی'' اور چند غزلیں ایسی ہیں جن کے متفرق اشعار تذکروں میں شیدا کے نام سے درج ہیں جن کی بنیاد پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ دوسرے شاگردوں کی طرح ان کا کلام بھی

کلیات سودا میں شامل ہو گیا ہے۔ تفصیل درج ذیل ہے:

(الف)

مثنوی: در ہجو فدوی یار و خدا ایک ہے دوسرے بر حق نبی (۱۱۴/ اشعار)

یہ مثنوی جو کلیات سودا کے تمام مطبوعہ ایڈیشنوں کے علاوہ بعض قلمی نسخوں میں بھی شامل ہے۔ یقیناً سودا کی نہیں (مزید تفصیل آگے آئے گی)۔

(ب)

تیرا ہے بہ زیر مہر خریدار فلک پر

۹/ اشعار کی یہ غزل کلیات سودا کے تمام مطبوعہ نسخوں اور ہندستان کے مختلف کتب خانوں میں محفوظ چھ مخطوطات [۲۶] میں شامل ہے۔ ڈاکٹر شمس الدین صدیقی کی فراہم کردہ اطلاعات سے لندن کے چار اور قلمی نسخوں میں اس غزل کی موجودگی کا پتا چلتا ہے [۲۷] لیکن کلیات سودا کے یہ سب ہی قلمی نسخے الحاقات و تصرفات سے یک سر پاک نہیں، تاہم صدیقی صاحب نے اس غزل کو لندن کے نسخوں کی بنا پر اپنے مرتبہ کلیات سودا جلد اوّل کے حصہ دوم میں جگہ دی ہے۔ حصہ دوم میں موجود غزلوں کے بارے میں ان کی رائے ہے کہ ''گمان غالب ہے سودا کی ہی ہیں'' ڈاکٹر ہاجرہ ولی الحق نے بھی اس غزل کو دیوان غزلیات سودا میں شامل کیا ہے۔ دوسری طرف شورش نے اسی غزل کا درج ذیل شعر شیدا کے نمونہ کلام میں نقل کیا ہے:

ہے چہرہ بدل مہر مرے شوخ سے یارو   کچھ اس کی جھمکتی نہیں دستار فلک پر

(ج)

اظہار سخن کیجیے کیا خاک زمیں پر

ردیف ''ر'' کی یہ غزل دس اشعار پر مشتمل ہے اور کلیات سودا کے تمام مطبوعہ نسخوں (بہ استثنائے نسخہ شمس) اور چھے قلمی نسخوں [۲۸] میں موجود ہے اور ''دیوان غزلیات سودا'' مرتبہ ہاجرہ ولی الحق میں بھی شامل ہے لیکن تذکرہ ''مسرت افزا'' میں (ص ۷۳) اس غزل کا مطلع شیدا کے نام سے نقل ہے۔

(د)

وہ صورتیں الٰہی کس ملک بستیاں ہیں   (۹ شعر)

یہ غزل بھی (بہ استثنائے نسخہ شمس) کلیات سودا کے تمام مطبوعہ ایڈیشنوں میں شامل ہے لیکن میر حسن،

مبتلا، خلیق، امراللہ اور عشقی نے اس غزل کا مطلع اور ایک شعر اور سرور اور نساخ نے صرف مطلع شیدا کے نام سے نقل کیا ہے۔ یہ دونوں شعر درج ذیل ہیں۔

وہ صورتیں الٰہی کس ملک بستیاں ہیں | اب دیکھنے کو جن کے آنکھیں ترستیاں ہیں
آئے تھے کیوں عدم سے کیا کر چلے جہاں میں | یہ مرگ وزیست دونوں آپس میں مستیاں ہیں

سودا کے یہاں دوسرے شعر کا متن کسی قدر مختلف ہے:

آیا تھا کیوں عدم سے کیا کر چلا جہاں میں | یہ مرگ وزیست تجھ بن آپس میں بستیاں ہیں

(ہ)

چوڑائی میں ٹک اپنے عدو اور بھی جم کے (۱۰شعر)

یہ غزل بھی کلیات سودا کے تمام مطبوعہ نسخوں میں موجود ہے۔ ڈاکٹر شمس الدین صدیقی کے مطابق یہ غزل لندن کے صرف ایک قلمی نسخے میں ملتی ہے[۲۹] اور اسی کے حوالے سے انھوں نے اسے کلیات سودا جلد اوّل کے حصہ چہارم میں شامل کیا ہے نیز ہاجرہ ولی الحق نے اسے ''دیوان غزلیات سودا'' درج کیا ہے جب کہ معاصر تذکرہ نگار شورش کے یہاں اس غزل کا درج ذیل شعر شیدا کے نام سے منقول ہے:

میں دیکھنے والا ہوں جفا عشق کے نالے | اسے حسن کش آ کے نہ مرا ہاتھ قلم لے

اس شعر میں کئی غلطیاں ہیں جو اصل متن کو صحیح طور پر نہ پڑھ سکنے کے نتیجے میں درآئی ہیں۔ کلیات سودا کے مطابق اس کی صحیح صورت حسب ذیل ہے:

میں کھینچنے والا ہوں جفا عشق کی مانی | اے حسن کش آگے نہ مرے ہاتھ قلم لے

(و)

میں تو ملوں گا ناصحا باتیں یہ تینوں جان کے | گو کہ عدد ہیں خوب رو، دل کے جگر کے جان کے
شکل تری کے اے میاں! بندے ہیں کتنے آن کے | منہ کی مسی کے، لاکھ کے، لالی کے، لب کے، پان کے
منہ سے نقاب اٹھتے ہی حلقہ بگوش ہو گئے | خال کے، خط کے، زلف کے، بالی کے دُر کے، کان کے
بندے ہوئے یہ شش جہت ہم دل و جاں سے مطربا | تال کے، سر کے، ساز کے، انے کے، صدا کے، بان کے
ان شعرا میں ہم نہیں وہ جو طلب میں پھرتے ہیں | تیل کے، گھی کے، لون کے جو کے گیہوں کے دھان کے
خلق تمام جانے ہے ہم بھی سخنوروں میں ہیں | رتبے کے، دھن کے، نام کے، جاہ کے، ذی کے، شان کے
سودا کو تم سمجھتے تھے کہہ نہ سکے گا یہ غزل | آفریں ایسے وہم پر، صدقے ہیں اس گمان کے

یہ غزل (بہ استثنائے نسخۂ شمس اور نسخۂ ہاجرہ) کلیات سودا کے تمام ایڈیشنوں میں ملتی ہے۔ ڈاکٹر خلیق انجم نے اپنی کتاب ''مرزا محمد رفیع سودا'' میں لکھ دیا ہے کہ ''قاسم نے یہ غزل مجذوب کی تصنیف بتائی ہے'' (مقدمہ کلیات سودا جلد اوّل ص ۳۸، طبع ۱۹۶۹ء) حالانکہ قاسم نے اس غزل کے پانچ اشعار (بہ استثنائے شعر نمبر ۲، ۵) شیدا کے نمونۂ کلام میں نقل کرنے کے بعد لکھا ہے۔ ''ایں غزل در کلیات سر آمدِ سخن سنجان فصاحت آما مرزا محمد رفیع سودا دیدہ۔ اغلب کہ بعضے بہ غلطی ثبت نمودہ باشند یا بود کہ مرزائے مغفور است واللہ اعلم بحقیقۃ الحال '' (مجموعہ نغز جلد اوّل ص ۳۵۶)

قاسم نے سودا کا جو منتخب کلام اپنے تذکرے میں نقل کیا ہے اس میں کئی الحاقی اشعار شامل ہیں۔ اس سے یہ اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ ان کے سامنے کلیات سودا کا جو نسخہ تھا وہ معتبر نہیں تھا ''مجموعہ نغز'' میں منقول اشعار کا متن سوائے مطلع کے چوں کہ کسی قدر مختلف ہے اس لیے اس تذکرے سے یہ اشعار سطور ذیل میں نقل کیے جا رہے ہیں تا کہ اختلاف کی نوعیت کا اندازہ کیا جا سکے:

منہ سے الٹتے ہی نقاب حلقہ بگوش ہو گئے ۔۔۔ خال کے، خط کے، زلف کے، بالے کے، دُر کے، کان کے
بندے ہوئے بہ شش جہت ہم دل و جاں سے مطربا ۔۔۔ تال کے، سر کے، ساز کے، لے کے، صدا کے، تان کے
خلق تمام جانے ہے ہم بھی سخنوروں میں ہیں ۔۔۔ رتبے کے، دُھن کے، نام کے، جان کے، ذی کے، شان کے
تس (پہ) ہمیں یہ سمجھے آپ کہہ نہ سکیں (گے) یہ غزل ۔۔۔ (آفریں ایسے وہم پر) صدقے ہیں اس گمان کے

(۷) سودا اور فغاں

اشرف علی خاں نام فغاں تخلص اور ظریف الملک خطاب تھا۔ احمد شاہ بادشاہ کے رضائی بھائی ہونے کے ناتے عرف عام میں کوکہ خاں کے لقب سے مشہور تھے اردو میں علی قلی خاں ندیم سے اور فارسی میں قزلباش خاں امید سے مشورہ سخن کرتے تھے۔ مصحفی نے لکھا ہے کہ ''در ابتدائے عمر موزونیِ طبع بہ تتبع مرزا رفیع در شاہ جہاں آباد بہ ریختہ گوئی بر آوردہ'' سودا نے بھی ان کے اشعار کو تضمین کیا ہے۔ مندرجہ ذیل چار اشعار ان دونوں کے کلام میں مشترک ہیں۔

(الف)

مجھ سے جو پوچھتے ہو بہر حال شکر ہے ۔۔۔ یوں بھی گزر گئی مری دوں بھی گزر گئی

راقم السطور کو یہ شعر کلیات سودا کے صرف ایک قلمی نسخے میں ملا ہے[۳۰] ڈاکٹر شمس الدین صدیقی نے برٹش میوزیم کے بھی ایک قلمی نسخے[۳۱] میں اس کی موجودگی کی نشان دہی کی ہے۔ دوسری طرف یہی شعر دیوان فغاں میں پانچ اشعار کی ایک غزل ''کہتے ہیں فصل گل تو چمن سے گزر گئی'' میں موجود ہے۔ میر حسن اور مصحفی

نے یہ مکمل غزل فغاں کے انتخاب کلام میں شامل کی ہے سرور نے اس غزل کے تین شعر اپنے تذکرے میں فغاں کے نام سے نقل کیے ہیں۔ ان میں زیر بحث شعر بھی شامل ہے علاوہ بریں علی نقی خاں انتظار کی مندرجہ ذیل تضمین سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ یہ شعر فغاں کا ہے:

مصرع پڑھا فغاں کا میں اٹھ اس کے روبرو
یوں بھی گزر گئی مری دوں بھی گزر گئی

(ب)

تنہا اگر میں یار کو پاؤں تو یوں کہوں
انصاف کو نہ چھوڑ، مروّت اگر گئی

ڈاکٹر محمد شمس الدین صدیقی کی اطلاع کے مطابق یہ شعر برٹش میوزیم میں محفوظ ''دیوان سودا'' کے ایک قلمی نسخے ۳۲ میں سودا کی غزل ۔ تو ہی کچھ اپنے سر پہ نہ یہاں [یھاں] خاک کر گئی ، میں شامل ہے لیکن سابق الذکر شعر کی طرح یہ شعر بھی دیوان فغاں میں موجود ہے۔ مزید برآں میر حسن اور سرور نے اسے فغاں ہی کے نمونہ کلام میں نقل کیا ہے۔

(ج)

شکوہ تو کیوں کرے ہے مرے اشکِ سرخ کا
تیری کب آستیں مرے لوہو سے بھر گئی

سودا نے اپنی غزل ۔ ''تو ہی کچھ اپنے سر پہ نہ خاک یھاں کر گئی'' میں اٹھارہ اشعار بطور قطعہ بند کہے ہیں۔ ان مسلسل اشعار کا اختتام مندرجہ بالا شعر پر ہوا ہے۔ لیکن محولہ بالا دونوں اشعار کی طرح یہ شعر بھی فغاں کی غزل میں شامل ہے۔ گردیزی نے اس شعر کو سودا اور فغاں دونوں کے نمونہ کلام میں نقل کر کے مسئلہ مزید پیچیدہ کر دیا ہے لیکن گردیزی کے علاوہ دوسرے تمام تذکرہ نگاروں نے یہی شعر فغاں ہی کے کلام میں درج کیا ہے بلکہ محمد تقی میر، میر حسن شوق اور شورش نے تو اس بات کی صراحت بھی کر دی کہ سودا نے فغاں کے اس شعر کو ایک قطعے میں تضمین کیا ہے۔

(د)

کٹی ہیں یاد میں بے طرح راتیں ہجر کی بڑیاں
لکیریں انگلیوں کی مٹ گئیں گنتے ہوئے گھڑیاں

کلیات سودا کے جتنے نسخے راقم السطور کی نظر سے گزرے ہیں ان میں سے صرف ایک ۳۳ میں

فردیات کے تحت یہ شعر درج ہے ڈاکٹر شمس الدین صدیقی نے لندن کے ایک نسخے میں ۴۴؎ بھی اس کی موجودگی کی نشاندہی کی ہے۔ ڈاکٹر ہاجرہ ولی الحق نے اسے سودا کی غزل ۔ملائم ہوگئیں دل پر برہ کی ساعتیں کڑیاں" کے ساتھ اپنے مرتب کردہ "دیوان غزلیات مرزا محمد رفیع سودا" میں شامل کیا ہے دوسری طرف "دیوان فغاں" مرتبہ سیّد صباح الدین عبدالرحمٰن مطبوعہ ۱۹۵۰ء (کراچی) سے اس کا فغاں کی تصنیف ہونا ثابت ہوتا ہے۔ نیز قائم، میر حسن، مبتلا اور علی ابراہیم خاں خلیل نے بھی اس شعر کو بہ ادنیٰ تصرّف فغاں سے منسوب کیا ہے جس سے اس امر کی تصدیق ہوتی ہے کہ یہ شعر دراصل فغاں ہی کی تصنیف ہے:

فغاں آتا نہیں وہ شوخ میرے ہاتھ اے تاباں
لکیریں انگلیوں کی مٹ گئیں گنتے ہوئے گھڑیاں

مزید برآں کلام سودا کے ایک قلمی نسخے (بنا) مرقومہ ۱۱۷۷ھ کے آخر میں یہ شعر "تصنیف فردیات وغیرہ از دیگراں" کے عنوان سے درج ہے۔

(۸) سودا اور بیان

خواجہ احسن اللہ خاں بیان مرزا مظہر جان جاناں کے شاگرد تھے۔ میر حسن کے بیان کے مطابق ان کی ولادت شاہ جہاں آباد میں ہوئی تھی جب کہ علی ابراہیم خاں خلیل نے اکبر آباد کو ان کا مولد اور دہلی کو ان کا مسکن قرار دیا ہے "زادگاہ" کے معاملے میں شورش بھی خلیل کے ہم خیال ہیں۔ بیان کی خوش گوئی اور زباں دانی کا تمام معاصر تذکرہ نگاروں نے اعتراف کیا ہے۔ میر حسن انھیں "شاعر مذب البیان" قرار دیتے ہوئے "خوش گویاں" میں شمار کرتے ہیں۔ شورش ان کی طبیعت کی معنی ایجادی سے متاثر ہیں۔ قدرت اللہ شوق نے انھیں "شاعر مربوط و مضبوط و خوش گو"، علی ابراہیم خاں خلیل نے "شاعر شیریں بیاں"، مصحفی نے "شاعر مربوط و صاحب زماں" اور عشقی نے "خوش فکر و فصیح زماں" لکھ کر انھیں خراج تحسین پیش کیا ہے۔ دوسرے معاصر شعرا کی طرح بیان کا کچھ کلام بھی غلطی سے کلیاتِ سودا کے بعض نسخوں میں شامل ہوگیا ہے جس کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

(الف)

مثنوی در ہجو چیخ مرزا فیضو (۶۴ شعر)

آہ واویلا زدست روزگار

چونسٹھ اشعار کی یہ مثنوی کلیات سودا کے تقریباً تمام مطبوعہ نسخوں میں موجود ہے لیکن بعض معاصر تذکرہ نگاروں نے اسے بیان کی طرف منسوب کیا ہے مثلاً میر حسن نے ان کے حال میں لکھا ہے کہ "چیخ نامہ از و مشہور ست"، یا قائم لکھتے ہیں کہ "در مثنوی خود مسمّی بہ چیک نامہ داد شاعری دادہ"، مزید یہ کہ یہ مثنوی

سرسالار جنگ میوزیم کے کتب خانے میں محفوظ دیوان بیان کے ایک قلمی نسخے میں بھی موجود ہے۔اس طرح بیاؔن کی طرف اس کے انتساب میں کسی شبہ کی گنجائش باقی نہیں رہتی۔

(ب)

مثنوی در تعریف چاہ مومن خاں (۱۸شعر)

رہ کے دنیا میں کیجیے وہ فکر

کلیاتِ سوداؔ کے مطبوعہ نسخوں میں شامل یہ مثنوی بھی دیوان بیاؔن کے متذکرہ بالا قلمی نسخے میں موجود ہے۔

(ج)

کیا زلف میں اس شوخ کے تھی دبکی صبح　　جوں شام سے ہوتی ہے کسی شب کی صبح
جب زلف کو میں ہاتھ لگایا اودھر　　ہم سایہ پکارا کہ ہوئی کب کی صبح

آیا ہوں بہ تنگ دور رہتے رہتے لوگوں سے　　تھکا پیام کہتے کہتے
روتا ہوں کہ سیلِ اشک جاری ہووے　　پہنچوں میں گلی میں اس کی بہتے بہتے

کلیاتِ سوداؔ کے مصطفائی اور نول کشور ایڈیشنوں میں یہ دونوں رباعیاں موجود ہیں اور ڈاکٹر شمس الدین صدیقی نے لندن کے تین قلمی نسخوں (ب، ف، فو) کے حوالے سے دوسری رباعی کو اپنے مرتبہ کلیات سودا جلد چہارم کے حصہ سوم (ص ۲۶۴) میں جگہ دی ہے۔اس کے برخلاف یہ دونوں رباعیاں قائم چاند پوری کے تذکرے میں بیان کے نمونہ کلام میں نقل ہیں۔پہلی رباعی کو قائم کے علاوہ میر حسن، امر اللہ اور خلیل نے بھی بیاؔن ہی سے منسوب کیا ہے۔مزید برآں کلام سودا کے نسخہ (بنا) مرقومہ ۱۱۷۷ھ میں دوسری رباعی ''تصنیف فردیات وغیرہ از دیگراں'' کے تحت درج ہے۔

(۹) سوداؔ اور تاباؔں

میر عبدالحئ تاباؔں دہلوی محمد علی حشمت کے شاگرد اور مرزا رفیع سوداؔ کے ایک ممتاز ہم عصر تھے۔میر حسن نے انھیں ''شاعر بامزہ ورنگیں طبع'' قرار دیا ہے۔دوسرے تذکرہ نگار بھی ان کی ''شیرینی گفتار'' اور ''آب داری اشعار'' کے قائل ہیں۔علی ابراہیم خاں خلیؔل نے لکھا ہے کہ ''مجالست با مرزا مظہر و مرزا محمد رفیع سودا

داشت" مرزا علی لطف کے الفاظ یہ ہیں۔

"تاباں...... میرزا جان جاناں مظہر سے اور مرزا رفیع سودا سے ہمیشہ صحبت رکھتے تھے بلکہ مرزا رفیع سودا بنا برآں نظر توجہ کہ ان کے حال پر تھی، اکثر اشعار کو ان کے اصلاح کرتے تھے۔"

اور لطف ہی کی پیروی میں نساخ، شیفتہ اور باطن نے انھیں شاگرد سودا لکھا ہے۔ تاباں کا سودا سے اصلاح لینا معتبر ذرائع سے ثابت نہیں تاہم دونوں کے کلام میں چند اشعار مشترک ہیں جن کی تفصیل یہ ہے:

(الف)

گل، زمیں سے جو نکلتے ہیں بہ رنگ شعلہ
کون دل سوختہ جلتا ہے تہہ خاک ہنوز

درج بالا شعر کلیات سودا کے تمام نول کشوری ایڈیشنوں کے علاوہ ہندوستان کے مختلف کتب خانوں میں موجود نو قلمی نسخوں ۳۵ میں شامل ایک غزل "کس کے ہیں زیر زمیں دیدہ نمناک ہنوز" میں ملتا ہے۔ علاوہ بریں ڈاکٹر شمس الدین صدیقی نے لندن کے تین قلمی نسخوں اور نسخہ آسی کے حوالے سے اس شعر کو اپنے مرتب کردہ کلیات سودا جلد اوّل (ص ۲۱۱) کے حاشیے پر نقل کیا ہے اور ڈاکٹر ہاجرہ ولی الحق نے اپنے مرتبہ دیوان غزلیات سودا میں اسے غزل مذکور کے متن کے طور پر شامل کرلیا ہے۔ "خوش معرکۂ زیبا" اور "گلستان بے خزاں" میں بھی یہ شعر سودا ہی کے نام سے درج ہوا ہے دوسری طرف سرور کے تذکرے "عمدۂ منتخبہ" اور دیوان تاباں مرتبہ مولوی عبدالحق سے اس کا تاباں کی تصنیف ہونا ثابت ہوتا ہے۔ مبتلا اور خلیل نے اس شعر کو میر قمرالدین منت کے ترجمے میں نقل کیا ہے۔ خلیل کے یہاں مصرعۂ اوّل اس طرح منقول ہے:

گل نکلتے ہیں زمیں سیتی برنگِ شعلہ

(ب)

" میں نے کہا کہ کون ہے قاتل مرا بتا
کہنے لگا پکڑ کے وہ تیغ و سپر کہ ہم"

یہ شعر کلیات سودا کے عام نسخوں میں موجود نہیں۔ راقم السطور کو صرف ایک قلمی نسخے (مملوکہ ڈاکٹر ولی الحق انصاری) میں ملا۔ مصرعہ اوّل میں معمولی سے تغیر کے ساتھ یہی شعر دیوان تاباں میں بھی ہے پہلا مصرع اس طرح منقول ہے "پوچھا میں اس سے کون ہے قاتل مرا بتا" شورش اور مبتلا نے اس شعر کو تاباں کے نمونۂ کلام میں نقل کیا ہے۔

(ج)

اوروں سے چھٹے دلبر دلدار ہووے میرا
برحق ہیں اگر پیرو کچھ تم میں کراماتیں

یہ شعر کلیات سودا کے تمام مطبوعہ نسخوں کے علاوہ نو قلمی نسخوں ۳۶ میں بھی موجود ہے ڈاکٹر شمس الدین صدیقی کی فراہم کردہ اطلاع کے مطابق لندن کے تین اور قلمی نسخوں میں یہ شعر موجود ہے۔ انھی نسخوں اور نسخۂ آسی کے حوالے سے انھوں نے اسے اپنے مرتبہ کلیات سودا جلد اوّل میں حاشیے پر جگہ دی ہے اور ہاجرہ ولی الحق نے اپنے یہاں غزل۔ ''عاشق کی بھی کٹتی ہیں کیا خوب طرح راتیں'' میں شامل کرلیا ہے لیکن دیوان تاباں میں اس کی موجودگی اسے مشتبہ بنا دیتی ہے۔ تاباں نے اس غزل کے مقطع میں سودا کے ایک مصرع کو اس طرح تضمین کیا ہے۔

سودا میں گزرتی ہے کیا خوب طرح تاباںؔ
دو چار گھڑی رونا دو چار گھڑی باتیں

کلیات سودا میں الحاق کے چند در چند شواہد کی بنا پر سوداؔ کی طرف اس کا انتساب شکوک وشبہات سے خالی نہیں۔

(د)

''پہنچی نہ تجھ کو ہائے مرے حال کی خبر
قاصد گیا تو ان نے بھی اپنی ہی کچھ کہی''

یہ شعر کلیات سوداؔ کے تقریباً تمام مطبوعہ اور قلمی نسخوں میں شامل ایک غزل ''جس دن تری گلی کی طرف ٹک پون بہی'' میں مطلع کے بعد درج ہے۔ علاوہ بریں نکات الشعرا، تذکرہ گردیزی اور تذکرۂ شورش میں سودا کے نمونہ کلام میں نقل ہوا ہے۔ دوسری طرف ''دیوان تاباںؔ'' مرتبہ مولوی عبدالحق میں بھی یہ شعر اسی زمین کی ایک غزل میں شامل ہے لیکن حاشیے میں مرتب کی یہ عبارت بھی ہے ''یہ شعر نسخۂ مدراس کے سوا ایک اور قلمی دیوان میں زائد ہے لیکن معلوم ہوتا ہے کہ غلطی سے داخل ہوگیا ہے اس لیے کہ کلیات سودا میں یہ شعر موجود ہے۔''

(ہ)

بوؤں میں تخم گل کو جہاں وھاں زقوم ہو
پالوں جو عندلیب قفس میں تو بوم ہو

یہ مطلع ایک اور شعر کے ساتھ کلیاتِ سودا کے تمام مطبوعہ اور بیشتر قلمی نسخوں میں موجود ہے۔ میر، قائم اور شورش نے ان دونوں اشعار کو سودا ہی کے کلام میں نقل کیا ہے اور دیوان تاباں میں یہ مطلع پانچ بندوں کے ایک مسدس میں ٹیپ کے شعر کی حیثیت سے شامل ہے لیکن مسدس کے آخری بند کے اس مصرع ''سودا کی ایک بیت یہی انتخاب کی'' سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ تاباں نے اس شعر کو تضمین کیا ہے۔

(د)

عشرت سے دو جہاں کی یہ دل ہاتھ دھو سکے
تیرے قدم کو چھوڑ سکے یہ نہ ہو سکے
جس سرزمین یہ جا کے روؤں تیری یاد میں
دہقاں کچھ اس زمیں میں بجز دل نہ بو سکے

یہ دونوں اشعار کلیاتِ سودا کے تقریباً تمام مطبوعہ اور غیر مطبوعہ نسخوں میں موجود ہیں۔ میر شورش اور امراللہ الہ آبادی نے دونوں اشعار، گردیزی، میر حسن اور مبتلا نے صرف مطلع سودا کے نمونہ کلام میں نقل کیا ہے برخلاف ان شواہد کے ڈاکٹر اکبر حیدری نے شفیق اورنگ آبادی کے حوالے سے ان اشعار کو تاباں کی تصنیف بتایا ہے ۳۷ اور اپنے مضمون ایک ''سودا کا الحاقی کلام'' (مشمولہ، دو ماہی اکادمی لکھنؤ ستمبر ۱۹۸۱ء) میں ان اشعار کو الحاقی کلام کے تحت نقل کیا ہے ۳۸ موصوف اپنے ایک دوسرے مضمون ''کلیاتِ سودا کے مطبوعہ و قلمی نسخے'' (مشمولہ دو ماہی اکادمی مئی ۱۹۸۲ء) میں لکھتے ہیں کہ ''یہ دونوں شعر نسخۂ آسی (ص ۲۰۱) جلد اوّل میں ہیں نسخہ جانسن یا کسی اور مستند قلمی نسخے میں نہیں ہیں۔''

لیکن یہ اشعار ''چمنستان شعراء'' میں تاباں سے منسوب نہیں ہیں بلکہ تذکرۂ سودا میں جو نمونہ کلام درج ہے اس میں یہ بھی شامل ہیں، البتہ ان اشعار سے پہلے نقل ایک دوسرے شعر

پہنچی نہ آہ تجھ کو مرے حال کی خبر
قاصد گیا تو ان نے بھی اپنی ہی کچھ کہی

کے بارے میں تذکرہ نگار نے یہ اطلاع دی ہے کہ:

''ایں بیت کہ مذکور شد در دیوان تاباں ہم بنظر در آمد''

(تذکرہ ''چمنستان شعرا'' طبع اوّل، ص ۳۶۷)

دراصل حیدری کو تسامح ہوا ہے اور انھوں نے ان اشعار کو مشکوک کلام کے تحت نقل کر دیا۔

ہوا ہے اب کی سودا دور کیفیت سے دیوانا　　مزہ رکھتا ہے اس عالم میں اک دم اس سے مل جانا
لبوں پر مہر خاموشی ، زباں اوپر صد افسانا　　جو کوئی بات پوچھے ہے تو اشک آنکھوں سے بھرلانا
کبھو گھبرا کے رو دینا کبھو ہنس دے کہ رہ جانا

مخمس کا یہ بند کلیات سودا کے تمام مطبوعہ نسخوں میں موجود ہے لیکن ''خم خانۂ جاوید'' کے مصنف نے غالباً کسی قلمی نسخے کی بنیاد پر اس بند کے علاوہ گیارہ مزید بند بہ عنوان ''مخمس'' میرزا محمد رفیع سودا کے ترجمے میں نقل کیے ہیں دوسری طرف یہ گیارہ بند مزید چھ بندوں کے اضافے کے ساتھ صرف ''مخمس'' عنوان کے تحت ''دیوان تاباں'' مرتبہ مولوی عبدالحق میں بھی موجود ہیں۔ علی ابراہیم خاں خلیل نے بھی اس مخمس کے چار بند ''مخمس'' کے زیر عنوان تاباں کے انتخاب کلام میں شامل کیے ہیں۔ متذکرہ تینوں مآخذ میں مشترک بندوں میں بعض مقامات پر لفظی اختلاف بھی موجود ہیں مثال کے طور مخمس کے آخری بند کی تینوں روایتیں درج ذیل ہیں۔

''خم خانۂ جاوید''

کبھو راتوں کو میں کرتا ہوں گھر میں نالہ و افغاں　　کبھو پھرتا ہوں تنہا شہر میں وحشت سے سر عریاں
کبھو ہوتا ہے میرے ساتھ سودا مجمع طفلاں　　تجلی اس طرح سے دیکھ کر اب خوار و سرگرداں
کوئی کہتا ہے سودائی کوئی کہتا ہے دیوانا

[منقولہ بالا بند کے ٹیپ کے مصرع ''کوئی کہتا ہے۔ الخ'' کو سودا کے ایک معاصر جعفر علی حسرت نے تاباں کے نام سے اپنے ایک مخمس میں تضمین کیا ہے (کلیات حسرت مرتبہ ڈاکٹر نورالحسن ص ۹۹)]

دیوان تاباں

کبھی راتوں کے تیں کرتا ہوں گھر میں نالۂ و افغاں　　کبھی پھرتا ہوں تنہا شہر میں وحشت سے سر عریاں
کبھی ہوتا ہے میرے ساتھ تاباں مجمع طفلاں　　مرے تیں اس طرح سے دیکھ کر اب خوار و سرگرداں
کوئی کہتا ہے سودائی کوئی کہتا ہے دیوانہ

گلزار ابراہیم

کبھی راتوں کے تیں کرتا ہوں (گھر میں) نالہ و افغاں　　کبھی پھرتا ہوں صحرا بیچ (میں) وحشت سے سر عریاں
کبھی ہوتا ہے تاباں ساتھ میرے محشر طفلاں　　مرے تئیں اس طرح سے دیکھ کر سب خوار (و) سرگرداں
کوئی کہتا ہے سودائی کوئی کہتا ہے دیوانہ

(۱۰) سودا اور میر حسن

میر حسن اردو کے ممتاز شعرا میں شمار ہوتے ہیں۔ میر ضیاء الدین ضیاء کے شاگرد تھے لیکن شورش، عشقی، قاسم، سعادت خاں ناصر اور آزاد کے بقول انھوں نے سودا سے بھی استفادہ کیا تھا۔ سودا کے کلام میں ان کی ایک غزل، ایک غزل کا ایک شعر اور مسدس کے تین بند شامل ہیں تفصیل یہ ہے!

(الف)

آباد شہر دل تھا اسی شہر یار تک　　پہنچا نہ آہ کوئی پھر اس اجڑے دیار تک
ٹک دیکھ لیں چمن کو، چلو لالہ زار تک　　کیا جانے پھر جئیں نہ جئیں ہم نہار تک
دیکھا نہ اس کو ووہیں گماں سو طرف گیا　　آئے نہ ہوتے کاش کہ ہم کوئے یار تک
قسمت نے دور ایسا ہی پھینکا ہمیں کہ ہم　　پھر جیتے جی پہنچ نہ سکے اپنے یار تک
ساقی سمجھ کے دیجیو جام شراب عشق　　سودا کا کام پہنچے گا آخر خمار تک

پانچ اشعار پر مشتمل مندرجہ بالا غزل کلیات سودا کے تمام مطبوعہ نسخوں کے علاوہ پانچ قلمی نسخوں [۳۹] میں بھی موجود ہے اور ڈاکٹر شمس الدین صدیقی نے لندن کے ایک قلمی نسخے اور نول کشوری ایڈیشن کی بنیاد پر اسے اپنے مرتبہ کلیات سودا، جلد اوّل کے حصہ چہارم (ص ۶۴۴) میں جگہ دی ہے ڈاکٹر ہاجرہ نے اپنے مرتبہ دیوان غزلیات سودا (ص ۳۵) میں اور شارب ردولوی نے انتخاب سودا (ص ۸۵) میں شامل کیا ہے۔[۴۰] یہ غزل دیوان میر حسن کے تمام قلمی نسخوں میں ملتی ہے۔ علاوہ ازیں خود میر حسن نے اس غزل کا مطلع اور شعر نمبر ۳۔[۴۱] "تذکرۂ شعرائے اردو" میں اپنے کلام کے تحت نقل کیا ہے لہٰذا یہ اشعار یقینی طور پر میر حسن کے زائدۂ فکر ہیں اور غلطی سے کلام سودا میں شامل کر لیے گئے ہیں۔ میر حسن کے یہاں مطلع اوّل کا مصرع دوم، چوتھے شعر کا مصرع اور پانچویں شعر کے دونوں مصرعوں کا متن کسی قدر مختلف ہے سطور ذیل میں یہ تینوں اشعار دیوان میر حسن (قلمی) اور "تذکرہ شعرائے اردو" کے حوالے سے نقل کیے جاتے ہیں:

آباد شہر دل تھا اُسی شہر یار تک　　اب کوئی آ پھرے نہ اس اجڑے دیار تک
دیکھا جو دھاں نہ تجھ کو گماں سو طرف گیا　　آئے نہ ہوتے کاش کہ ہم کوئے یار تک
غافل سمجھ کے پیجیو جام شراب عشق　　آخر کو کام پہنچے ہے اس کا خمار تک

(ب)

مردماں چشم نے پلکوں کی اٹھا کر سنگیں
ایک عالم کو نظر بند کیا پہرے میں

یہ شعر دیوان سودا کے ایک قلمی نسخے [۴۱] میں سودا کی غزل ''کیا یہ پہرہ ہے کہ ہے سارا جہاں پہرے میں'' میں غلطی سے شامل ہوگیا ہے۔ میر حسن نے اسے بھی ''تذکرہ شعرائے اردو'' میں اپنے انتخاب کلام میں درج کیا ہے۔ اس انتخاب میں اس شعر کے علاوہ اس غزل کا مطلع بھی شامل ہے۔ مزید برآں دیوان میر حسن میں یہ پوری غزل (۷ شعر) موجود ہے۔ تذکرے اور دیوان میں شعر زیر بحث کی شکل یہ ہے:

مردم چشم نے پلکوں کی چڑھا سنگینیں
ایک عالم کو نظر بند کیا پہرے میں

اور معنوی اعتبار سے یہی متن صحیح بھی معلوم ہوتا ہے۔

(ج) مسدس

اک قصہ میں سنا تھا مردم سے یہ قضارا

اس مسدس کے تین بند کلیات سودا کے تمام مطبوعہ نسخوں میں (بہ استثنائے نسخۂ شمس) شامل ہیں دوسری طرف دیوان میر حسن کے ایک قلمی نسخے میں یہ پورا مسدس موجود ہے[۴۲] اور بہ گمان غالب یہ میر حسن کا ہی طبع زاد ہے۔

(۱۱) سودا اور ممتاز

حافظ فضل علی ممتاز، سودا کے نامور شاگردوں میں شمار کیے جاتے ہیں۔ ۱۳۵ اشعار کی ان کی ایک مثنوی، چار اشعار کی غزل اور ایک رباعی، کلام سودا کے بعض نسخوں میں شامل ہے۔ تفصیل درج ذیل ہے:

(الف)

ہوتی ہے دنیا میں جو کچھ تحفہ چیز
سب سے ہے سودا کو یہ لاٹھی عزیز

۱۳۵ اشعار کی یہ مثنوی [۴۳] کلیات سودا کے تمام مطبوعہ نسخوں میں ''در تعریف چھڑی'' کے تحت موجود ہے لیکن میر حسن ترجمۂ ممتاز میں لکھتے ہیں:

''...... یک مثنوی مسمی بہ لاٹھی نامہ خوب گفتہ کہ سلسلہ او را تا بہ عصائے کلیم رسانیدہ......
چند بیتے ازاں بیاد دست......''

اس کے بعد انھوں نے مثنوی مذکور کے ابتدائی بارہ اشعار نقل کیے ہیں۔

دوسرے معاصر تذکرہ نگار علی ابراہیم خاں خلیل نے ممتاز کے ذکر میں میر حسن کے بیان کی توثیق ان الفاظ میں کی ہے:

''مثنوی در تعریف لاٹھی بہ بحر مخزن اسرار گفتہ'' اور اس مثنوی کے نو شعر بھی بطور نمونہ دیے ہیں۔

ان تذکروں کے بیان کے مطابق مثنوی زیر بحث کا عنوان ''لاٹھی نامہ'' یا مثنوی در تعریف لاٹھی ہے نہ کہ ''در تعریف چھڑی۔''

متذکرہ بالا تذکروں میں مثنوی کے پہلے شعر کے مصرع ثانی میں سودا کی بجائے ممتاز تخلص ملتا ہے۔

؎ سب سے ہے ممتاز کو لاٹھی عزیز

بعض اشعار کا متن بھی مختلف ہے مثلاً کلیات سودا میں ایک شعر کا مصرع اوّل اس طرح درج ہے:

؎ فرد جو ہوں ہم سر تیر و قلم''

اور تذکروں میں یوں نقل ہوا ہے ؎ کوئی تو ہے ہم سر تیغ و قلم

ایک اور شعر کا مصرع اوّل کلیات سودا میں اس طرح منقول ہے: ؎ بے ہودہ کج بختی سے وارستہ ہے'' اور تذکرۂ میر حسن اور تذکرۂ علی ابراہیم میں اس کی شکل یہ ہے ؎ بے بدہ رکھنے سے وہ وارستہ ہے

(ب)

جان تو حاضر ہے اگر چاہیے　　دل تجھے دینے کو جگر چاہیے

گھر سے نکلتے ہی تجھے ہر سحر　　قتل کو یک پیش نظر چاہیے

عشق سے ذر، ذرہ خاشاک کو　　آگ کے شعلے سے حذر چاہیے

سودا کے احوال سے ہے کچھ خبر　　مرتا ہے ٹک لینا خبر چاہیے

اس غزل کے ابتدائی تین شعر کلیات سودا کے تمام مطبوعہ ایڈیشنوں (بہ استثنائے نسخہ شمس) اور پندرہ قلمی نسخوں[۴۴] کے علاوہ دیوان غزلیات سودا مرتبہ ڈاکٹر ہاجرہ ولی الحق (ص۳۳-۵۳۲) میں شامل ہیں۔ ایک اور قلمی نسخے[۴۵] میں صرف مطلع درج ہے جب کہ مقطع مولانا آزاد لائبریری علی گڑھ کے ایک مخطوطے[۴۶] سے یہاں نقل کیا گیا ہے۔ اس کے برخلاف قائم چاند پوری نے اس غزل کا مطلع حافظ فضل علی ممتاز کے نام سے نقل کیا ہے، جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ اشعار اصلاً ممتاز کی تصنیف ہیں۔ مقطع میں سودا کا الف جس طرح دب رہا ہے اس سے اس خیال کو تقویت ملتی ہے کہ یہ سودا کا کلام ممکن نہیں۔ ممکن ہے کہ یہ مصرع دراصل اس طرح ہو؎

''حال سے ممتاز کے ہے کچھ خبر''

(ج)

ممتاز کہ ہے تمام یک عجز و نیاز　　دل کش ہیں ملاقات کی اس کے انداز

تنہا نہ اسے فن سخن میں ہے دست   ہر فن میں بفضلہٖ تعالیٰ ممتاز

تعلّی کے طور پر کہی گئی اس رباعی کو قائم نے اپنے تذکرے ''مخزن نکات'' میں حافظ فضل علی ممتاز کے نام سے نقل کیا ہے۔ اس رباعی میں لفظ ممتاز دو مرتبہ آیا ہے یعنی اس کی ابتدا اسی لفظ سے ہوئی ہے اور اختتام بھی۔ ان میں سے پہلی مرتبہ یقینی طور پر شاعر نے بطور تخلص استعمال کیا ہے۔ لہٰذا اسے ممتاز ہی کا زائدۂ فکر قرار دیا جائے گا۔ لیکن اسے دیوان سودا کے ایک قلمی نسخے ۴۷ میں بھی شامل کر کے کلام سودا میں داخل کر دیا گیا۔

(۱۲) سوداؔ اور راقمؔ

بندرابن راقم ابتدا میں محمد تقی میر سے اصلاح لیتے تھے لیکن بعد میں مرزا محمد رفیع سوداؔ کی شاگردی اختیاری کی۔ مخمس کہنے میں دستگاہ رکھتے تھے۔ ابھی تک راقم کے دیوان کے کسی نسخے کا پتا نہیں چل سکا ہے۔ تذکرہ نگاروں نے ان کے جو اشعار نمونہ کلام کے طور پر درج کیے ہیں، ان میں سے بعض کلیات سودا میں بھی موجود ہیں۔ سطور ذیل میں سودا اور راقم کے مشترک کلام کی نشان دہی کی جاتی ہے۔

(الف)

حاضر ہے تیرے سامنے سوداؔ کر اس کو قتل
مجرم یہ سب طرح سے ہے پر یک نگاہ کا

یہ شعر کلیات سودا میں شامل ایک مشہور غزل ۔ ''چھٹنا ضرور مکھ پہ ہے زلف سیاہ کا'' کا مقطع ہے لیکن قائم چاند پوری نے اسے صرف تخلص کی تبدیلی کے ساتھ اپنے تذکرے میں راقمؔ کے نام سے درج کیا ہے۔ اگر قائم کا بیان درست ہے تو اس مقطع کی بنا پر پوری غزل سودا کی بجائے راقم کی ملکیت قرار پائے گی اور یہ کہ غزل مذکورہ تذکرۂ ''مخزن نکات'' کی تصنیف ۱۱۶۸/۵۵۔۱۷۵۴ سے قبل لکھی جا چکی ہوگی۔ ۴۸

(ب)

مخمس: ۔ نشو و نمائے باغ جہاں سے رمیدہ ہوں'' (۹ بند)

قائم اور شاہ کمال دونوں نے اس مخمس کے سات بند اپنے اپنے تذکروں میں راقم کے نمونہ کلام میں نقل کیے ہیں۔

دراصل یہ مخمس سودا کی ایک غزل ۔ ''نے بلبل چمن نہ گل نو دمیدہ ہوں'' کی تضمین ہے جو غلطی سے کلیات سودا میں شامل کر لی گئی ہے۔ مکمل مخمس نو بندوں پر مشتمل ہے۔ تذکرۂ قائم اور کلیات سوداؔ میں درج اس مخمس کے مشترک بندوں کے اشعار میں بعض متنی اختلافات بھی پائے جاتے ہیں۔ مثال کے طور پر آخری بند کے اختلافات پیش ہیں:

تذکرۂ قائم	کلیاتِ سودا
پوچھے ہے تو کبھو کہ مرا رنگ کیوں ہے زرد	پوچھا نہ یوں کبھو کہ ترا رنگ کیوں ہے زرد
کہتا ہے گا جو یوں تو مجھے بھر کے آہ سرد	کہتا نہ تو کبھو یہ مجھے بھر کے آہ سرد
تو کون ہے جو ملتا ہے چہرے سے اپنے گرد	تو کون ہے کہ ملتا ہے چہرے سے اپنے گرد
میں کیا کہوں کہ کون ہوں سودا بہ قولِ درد	میں کیا کہوں کہ کون ہوں سودا بہ قولِ درد
جو کچھ کہ ہوں سو ہوں غرض آفت رسیدہ ہوں	جو کچھ کہ ہوں سو ہوں غرض آفت رسیدہ ہوں

(ج)

قطعہ: ؎ ''ہرگز ڈرا نہ مجھ سے تو بے شعور بھڑوے''

چودہ اشعار کا یہ ہجو یہ قصیدہ (قطعہ) کلیاتِ سودا کے قدیم ترین مطبوعہ ایڈیشن نسخۂ مصطفائی مطبوعہ ۱۲۷۲ھ مطابق ۵۶-۱۸۵۵ء میں (ص ۳۶۷) شامل ہے۔۴۹ اس کے مقطع میں راقم تخلص کی موجودگی اس کے بندرابن راقم شاگردِ سودا کی تصنیف ہونے پر دلالت کرتی ہے۔ مقطع درج ذیل ہے:

راقم نے ہجو ازبس غصے میں جو کہی ہے
اڑ جاوے گا یہ تیرے اب منہ کا نور بھڑوے

(۱۳) سودا اور محمد حسین کلیم

عرق ہے منہ پر ترے یا گلاب ٹپکے ہے	عجب ہے مجھ کو کہ شعلے سے آب ٹپکے ہے
جگر جلے ہے اور آنکھوں میں سنسناہٹ ہے	جب آگ تیز ہوئی تب کباب ٹپکے ہے
دکھوں میں چشم میں کیوں کر تجھے کہ ہے برسات	پھر ایسا گھر کہ جو خانہ خراب ٹپکے ہے

یہ تینوں شعر کلامِ سودا کے صرف ایک غیر معتبر قلمی نسخے میں ملتے ہیں۔۵۰ اسی نسخے کے حوالے سے ڈاکٹر شمس الدین صدیقی نے ان اشعار کو اپنے مرتبہ کلیاتِ سودا جلد اوّل کے حصہ ۴ (ص ۶۶۹) میں جگہ دی ہے کلیاتِ سودا جلد اوّل کے چوتھے حصے میں رکھنے کے معنی یہی ہیں کہ مرتب کے نزدیک اشعار زیرِ بحث کا سودا سے انتساب کرنا ''بڑی حد تک مشکوک ہے'' لیکن ڈاکٹر ہاجرہ ولی الحق نے بنا تحقیق کے کلیات مذکور کی بنیاد پر انھیں اپنے تحقیقی ایڈیشن ''غزلیاتِ مرزا محمد رفیع سودا'' میں (ص ۶۱۱) شامل کرلیا ہے۔ راقم کی تحقیق کے مطابق ان اشعار کے مصنف سودا نہیں بلکہ محمد حسین کلیم ہیں۔ تفصیل حسبِ ذیل ہے:

میر حسن، شورش، خلیل اور مرزا علی لطف کے تذکروں میں شعر نمبر ۱، ۳ کلیم کے انتخابِ کلام میں شامل ہیں۔ سرور اور قاسم کے یہاں ان دونوں شعروں کے علاوہ اسی زمین کا ایک اور شعر بھی محمد حسین کلیم کے

تذکرے میں نمونے کے طور پر درج ہے وہ شعر یہ ہے:

''مری مژہ کو ہے تاک بریدہ سے نسبت......لہو کہ جس سے کہ ہر دم شراب ٹپکے ہے'' بعد کے تذکروں میں سے ''گلشن بے خار''، ''سخن شعرا'' اور ''طبقات شعرائے ہند'' میں صرف شعر نمبر ۳ میں ملتا ہے۔ کلام سودا کے نسخوں کا متن ان تذکروں میں درج، اشعار کے متن سے قدرے مختلف ہے۔ اختلافات یہ ہیں:

عرق نہیں ترے رو سے گلاب ٹپکے ہے
عجب یہ بات ہے شعلے سے آب ٹپکے ہے (منتخبہ نغز)

ع ''تجھے میں آنکھوں میں کیوں کر رکھوں کہ ہے برسات'' (میر حسن مبتلا، خلیل لطف، نسانخ)۔

رکھوں میں آنکھوں میں کیوں کر تجھے کہ ہے برسات'' (نغز، بے خار، طبقاتِ شعرائے ہند)

''رکھوں میں کیوں کہ تجھے چشم میں کہ ہے برسات
یہ ایک گھر ہے سو خانہ خراب ٹپکے ہیں'' (شورش)

(۱۴) سودا اور فرحت/رسوا

شیخ فرحت اللہ فرحت (متوفی ۱۱۹۱ھ) سودا کے معاصر اور قاضی شاہ بدیع الدین مدار کی اولاد میں سے ہیں۔ صاحب دیوان شاعر ہیں۔ اکثر مراختوں میں شریک ہوا کرتے تھے۔ میر حسن نے ان کے بارے میں لکھا ہے کہ: ''رطب و یابس۔ بسیار دارد'' جب کہ علی ابراہیم خاں خلیل انھیں کہنہ مشق اور صاحب دیوان قرار دیتے ہیں۔

فرحت کا ایک شعر کلام سودا کے بعض نسخوں میں شامل ہو گیا ہے تفصیل یہ ہے:

''کفن میرے پہ یارو یہ لکھانا
کسو سے کوئی دل کو مت لگانا''

بنارس ہندو یونیورسٹی کے کتب خانے میں دیوان سودا کا ایک انتہائی اہم نسخہ (مکتوبہ ۱۱۷۷ھ) محفوظ ہے جس میں خاتمے کی عبارت کے بعد ''تصنیف فردیات وغیرہ از دیگراں'' کے عنوان سے مختلف شعرا کا کلام درج ہے۔ اسی کلام میں دس مطلعے بھی نقل ہیں۔ انھی میں زیر بحث مطلع شامل ہے۔ غالباً ''دیوان سودا'' مخزونہ خدا بخش لائبریری (مکتوبہ ۱۲۱۲ فصلی) کے کاتب نے ان تمام اشعار کو سودا کی تصنیف خیال کر کے سودا سے منسوب کر دیا ہے۔ بعد ازاں اسی نسخہ خدا بخش کے حوالے سے ڈاکٹر شمس الدین صدیقی نے اس شعر کو اپنے مرتبہ کلیات سودا جلد اوّل کے حصہ ۵ میں اور ڈاکٹر ہاجرہ ولی الحق نے ''دیوان غزلیات مرزا محمد رفیع سودا'' میں مطلعات کے تحت شامل کر لیا ہے لیکن یہ انتساب صریحاً غلط ہے کیوں کہ اول تو نسخہ بنارس کے عنوان کے الفاظ ''تصنیف......از دیگراں'' سے اس بات کی تردید ہو جاتی ہے کہ یہ شعر سودا کا زائدہ فکر ہے دوم یہ کہ سودا کے

شاگرد قائم چاند پوری نے اپنے تذکرے ''مخزن نکات'' میں اس شعر کو بہ ادنیٰ تغیر شیخ فرحت کے نام سے درج کیا ہے۔ تذکرے میں شعر کی شکل یہ ہے۔

''مرے لوحِ مزار اوپر لکھانا
کوئی دل کو کسو سے مت لگانا''

معنی کے اعتبار سے یہ متن زیادہ مناسب ہے۔ اس کے برخلاف اسے قاسم اور سرور نے بالترتیب تکملۂ مجموعہ نغز (ص ۳۸۶) اور عمدۂ منتخبہ'' (ص ۲۹۰) میں آفتاب رائے رسوا کے نام سے منسوب کیا ہے اور شعر کی پہلی صورت نقل کی ہے۔

(۱۵) سودا اور منت

علی ابراہیم خاں خلیل نے میر قمر الدین منت کے ترجمے میں ایک ایسا شعر درج کیا ہے جو تاباں اور سودا کے دیوانوں میں مشترک ہے۔ تفصیل سودا اور تاباں کے مشترک کلام کے سلسلے میں بیان کی جا چکی ہے۔ یہاں صرف شعر نقل کیا جاتا ہے:

گل نکلتے ہیں زمین سیتی بہ رنگ شعلہ
کون دل سوختہ جلتا ہے تہہ خاک ہنوز

(۱۶) سودا اور فطرت

مرزا عبدالقادر معز و فطرت وموسوی فارسی کے مشہور شاعر ہیں۔ محمد تقی میر پہلے تذکرہ نگار ہیں جنھوں نے اس صراحت کے ساتھ کہ ''مسموع است کہ ایں شعر ریختہ شاعر مرقوم گفت واللہ اعلم'' مندرجۂ ذیل شعر ان کے نام سے نقل کیا ہے:

از زلفِ سیاہ توبہ دل دھوم پڑی ہے
در خانۂ آئینہ گھٹا جھوم پڑی ہے

میر کے ہم عصر تذکرہ نگاروں میں سے قائم نے بھی اسے مرزا معز و فطرت ہی سے منسوب کیا ہے۔ بعد ازاں میر حسن، شورش اور شوق نے بھی تذکرہ نگاروں کی تقلید کی ہے۔ ذکا نے اس شعر کو بہ ادنی تغیر اولاً خان آرزو سے اور اس کے بعد فطرت سے منسوب کیا ہے۔ [۵۱] جب کہ بہ ادنی تصرف یہی شعر ایک غزل کے مطلع کے طور پر کلیات سودا میں بھی موجود ہے لیکن ''مجموعہ نغز'' میں تذکرۂ سودا کے حوالے سے خان آرزو کی طرف سے اس کا انتساب یہ ظاہر کرتا ہے کہ یہ سودا کی تصنیف نہیں۔ عین ممکن ہے کہ کلیات سودا کے تمام نسخوں میں

شامل وہ مکمل غزل جس کا آغاز اس مطلع سے ہوتا ہے مرزا معز فطرت کی طبع زاد ہو۔

(۱۷) سودا اور آرزو

سراج الدین علی خاں آرزو فارسی کے صاحب طرز شاعر ہیں۔ تفننِ طبع کے طور پر کبھی کبھی ریختہ کے بھی شعر کہتے تھے۔ ان کے اور سودا کے مابین کسی شعر کے حق تصنیف کے سلسلے میں کوئی اختلاف موجود نہیں لیکن یہ عجب بات ہے کہ معاصر تذکروں میں موسوی خاں فطرت کے نام سے نقل ہونے والا شعر از زلفِ سیاہ تو...... الخ کا اور قدرت اللہ قاسم کے یہاں آرزو کے نام سے نقل ہوا ہے۔ قاسم اس شعر کے بارے میں یہ بھی لکھتے ہیں کہ ''مرزا محمد رفیع سودا این بیت را در تذکرہ بایں طور ثبت فرمودہ:

اس زلف سیہ فام کی کیا دھوم پڑی ہے
آئینے کے گلشن میں گھٹا جھوم پڑی ہے

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ قاسم کی طرح سودا بھی اسے آرزو کی تصنیف قرار دیتے ہیں۔

(۱۸) سودا اور عاصمی (آثمی)

رات کو اک شمع کی مانند رو کر رہ گیا
صبح کو دیکھا تو سب تن اشک ہو کر بہہ گیا

قطعہ:

چمن کے تخت پر جس دم شہِ گل کا تجمل تھا — ہزاروں بلبلوں کی فوج تھی اور شور تھا غل تھا
خزاں کے دن جو دیکھا کچھ نہ تھا جز خار گلشن میں — بتاتا باغباں رو رو کے یہاں غنچہ تھا وہاں گل تھا

قاسم نے اپنے تذکرے میں منقولہ بالا تینوں شعر خواجہ برہان الدین عاصمی کے تذکرے میں اس وضاحت کے ساتھ نقل کیے ہیں:

از شعرائے طبقہ ثانیہ بود یک بیت دیک قطعہ از روئے، کہ بر زبان خاص و عام جاری است و عامہ نسبت بہ سر آمدِ شعرائے فصاحت آبا مرزا محمد رفیع السودا می کند، ثبت افتاد او راست رحمۃ اللہ تعالیٰ'' (مجموعہ نغز جلد اوّل ص ۳۷۷)

لیکن قاسم کے اس بیان کی تائید کسی اور ذریعے سے نہیں ہوتی بلکہ میر، میر حسن، شوق، خلیل، شورش امراللہ الہ آبادی اور مصحفی وغیرہ نے ان اشعار کو عاصمی ہی سے منسوب کیا ہے۔ البتہ بنارس ہندو یونیورسٹی کے کتب خانے میں محفوظ دیوان سودا کے قلمی نسخے (مکتوبہ، ۱۱۷۷ھ) میں خاتمہ ترقیمہ کی عبارت کے بعد

''تصنیف فردیات وغیرہ از دیگراں'' کے عنوان سے جو کلام درج ہے اس میں مندرجۂ بالا قطعہ بھی شامل ہے لیکن یہاں دوسرے اشعار کی طرح اس قطعے کو بھی سودا کا طبع زاد نہیں کہا جا سکتا۔

(۱۹) سوداؔ اور آبروؔ

نہ پوج سنگ و گل اے شیخ ! اس صدا کو مان
مرے صنم کی پرستش کر ، آ، خدا کو مان

یہ شعر کلیات سوداؔ کے تمام مطبوعہ نسخوں (بشمول نسخۂ شمس) کے علاوہ بیشتر قلمی نسخوں میں بھی موجود ہے نیز ''دیوان غزلیات سودا'' مرتبہ ڈاکٹر ہاجرہ میں مطلعات کے تحت درج ہے۔ مزید برآں نکات الشعرا، تذکرۂ شورش (دو تذکرے مرتبہ کلیم الدین) گل عجائب، عمدۂ منتخبہ اور مجموعہ نغز میں سوداؔ ہی سے منسوب ہوا ہے لیکن سرور نے اپنے تذکرے میں جہاں اس شعر کا انتساب سودا کی طرف کیا ہے وہیں اسے بہ ادنی اختلاف شیخ نجم الدین شاہ مبارک آبروؔ کے ترجمے میں بھی نقل کیا ہے یہاں شعر کی شکل یہ ہے:

نہ پوج بت کو برہمن تو اس صدا کو مان
مرے صنم کی پرستش کو آ خدا کو مان

(۲۰) سوداؔ اور میرؔ

محمد تقی میر، سوداؔ کے سب سے بڑے معاصر شاعر ہیں۔ دونوں مراختوں میں شریک ہوتے اور مشترک زمینوں میں طبع آزمائی کرتے تھے نیز ایک دوسرے پر برتری حاصل کرنے کے لیے کوشاں رہتے تھے۔ میرؔ کے دو اشعار جو کسی غلط فہمی کی بنا پر کلام سوداؔ میں شامل ہو گئے ہیں وہ یہ ہیں:

اعجاز منھ تکے ہے ترے لب کے کام کا
کیا ذکر ہے مسیح علیہ السلام کا

یہ شعر کلیات سوداؔ کے تمام مطبوعہ نسخوں میں مطلعات کے تحت درج ہے لیکن راقم کو کسی مستند قلمی نسخے میں نہیں ملا اس کے برخلاف اسے میر کے تیسرے دیوان کے تمام مطبوعہ اور بیشتر قلمی نسخوں میں دیکھا جا سکتا ہے جہاں یہ نو اشعار پر مشتمل ایک غزل کے مطلعے کی حیثیت سے موجود ہے۔

شرط سلیقہ ہے ہر اک امر میں
عیب بھی کرنے کو ہنر چاہیے

یہ شعر میرؔ کے مشہور اشعار میں سے ہے اور ان کے پہلے دیوان کے تمام نسخوں میں دیکھا جا سکتا

ہے۔مزید برآں سرور نے اسے میر ہی سے منسوب کیا ہے۔لیکن غلطی سے یہ دیوان سودا کے ایک قلمی نسخے (مخزونہ مولانا آزاد لائبریری، علی گرھ نمبر ۲۷۴) میں بھی شامل ہوگیا ہے۔

(۲۱) سودا اور انتظار

علی نقی خاں انتظار دہلی کے باشندے تھے لیکن بعد میں مرشد آباد میں سکونت اختیار کر لی تھی۔سودا کے معاصرین ۵۲ میں سے تھے ان کا بھی ایک شعر کلام سودا کے بعض نسخوں میں شامل ہوگیا ہے۔شعر یہ ہے:

جوں ہی بہار گل کی قفس میں خبر گئی
بلبل خوشی سے ایسی ہی تڑپی کہ مر گئی ۵۳

ڈاکٹر شمس الدین صدیقی نے برٹش میوزیم لندن میں محفوظ کلام سودا کے ایک قلمی نسخے (نمبر اور آر۔۱۴) کی بنیاد پر اس شعر کو اپنے مرتب کردہ کلیات سودا کی جلد اوّل کے حصہ (۴) میں شامل کیا ہے اور ڈاکٹر ہاجرہ ولی الحق نے نسخۂ شمس الدین ہی کے حوالے سے درج کیا ہے، برخلاف اس کے شورش، مبتلا امر اللہ خلیل، سرور، شیفتہ باطن، نساخ اور کریم الدین وغیرہ نے اسے علی نقی خاں انتظار کے نام سے منسوب کیا ہے۔ہماری نظر میں یہی انتساب درست ہے کیوں کہ کلام سودا کے کسی معتبر نسخے میں یہ شعر موجود نہیں۔

(۲۲) سودا اور امیر

نواب امیر الدولہ ۵۴ معین الملک ناصر جنگ عرف مرزا میڈھو نواب شجاع الدولہ کے بیٹے اور آصف الدولہ کے چھوٹے بھائی، ذی علم اور صاحب ذوق انسان تھے۔اکثر اپنے گھر پر مشاعرے کا اہتمام کرتے رہتے تھے ان کا ایک شعر سودا کی ایک غزل میں شامل ہوگیا ہے۔

شاید کہ سیل اشک نے اس کو بہا دیا
سینے میں اب تو خاک نہ پایا سراغ دل

یہ شعر کلیات سودا کے تمام مطبوعہ ایڈیشنوں اور ایک قلمی نسخے (مخزونہ انڈیا آفس لندن نمبر ۱۴۷ یو ۶۳۔۱۲۱۴ھ) میں ان کی غزل:

ہووے نہ ملک عشق سے کم رسم داغ دل

میں موجود ہے۔ڈاکٹر ہاجرہ ولی الحق نے بھی اسے اپنے مرتب کردہ ''دیوان غزلیات سودا'' میں شامل کیا ہے اور ڈاکٹر شمس الدین صدیقی نے انڈیا آفس لندن کے مذکورہ بالا قلمی نسخے مکتوبہ ۱۲۱۴ھ اور نول کشوری ایڈیشن کے حوالے سے اس شعر کو اپنے مرتب کردہ کلیات سودا جلد اوّل، حصہ ا کے ص ۱۷۱ پر پاورق

میں درج کیا ہے لیکن کلام سودا کے کسی مستند قلمی نسخے میں یہ شعر ہماری نظر سے نہیں گزرا۔ قاسم نے نواب امیر الدولہ کے ترجمے میں پانچ شعر کی ایک غزل نقل کی ہے جس میں یہ شعر موجود ہے مزید برآں نساخ اور کریم الدین نے بھی اسے امیر کے نام سے منسوب کیا ہے سرور نے اس غزل کا صرف مطلع تذکرۂ امیر میں نقل کیا ہے۔

(۲۳) سودا اور میر محمدی مائل

آنکھ سے جو کہ گرا اشک، اٹھانا معلوم
میں وہ افتادہ نہیں ہوں کہ سنبھل جاؤں گا

یہ شعر کلام سودا کے بعض قلمی نسخوں ۵۵ میں ان کی غزل:

؎ جی مرا مجھ سے یہ کہتا ہے کہ ٹل جاؤں گا

میں شامل ہوگیا ہے۔ ڈاکٹر ہاجرہ نے انھی نسخوں کی بنیاد پر اسے اپنے مرتبہ ''دیوان غزلیات سودا میں درج کیا ہے لیکن قائم چاند پوری نے اسے اپنے تذکرے میں میر محمدی مائل، شاگرد شاہ قدرت اللہ قدرت کے نام سے نقل کیا ہے اور بہ گمان غالب یہ انھی کی تصنیف ہے۔

(۲۴) سودا اور غلام

شفیق اورنگ آبادی نے اپنے تذکرے ''چمنستان شعرا'' سید غلام غلام کے نام سے دو ایسے شعر نقل کیے ہیں جن میں سے ایک سودا کی مشہور غزل کا مطلع ہے اور دوسرا ''تذکرہ گلشن سخن'' میں سودا سے منسوب ہے۔

(الف)

ساون کے بادلوں کی طرح سے بھرے ہوئے
یہ نین وہ ہیں جن ستی جنگل ہرے ہوئے

یہ کلام سودا کے چھوٹے بڑے نسخوں میں ان کی دس شعر کی ایک غزل کا مطلع ہے لیکن شفیق نے اس کو بہ ادنیٰ تغیر سید غلام غلام سے منسوب کیا ہے ممکن ہے غلام نے سودا کے شعر میں تصرف کیا ہو۔ ان کے ہاں شعر کی شکل یہ ہے۔

ساون کے بادلوں کی طرح جل بھرے ہوئے
وہ چشمے ہیں کہ جن ستی جنگل ہرے ہوئے

(ب)

پیامی زعفرانی دیکھ چولی
قیامت آج ہونی تھی سو ہولی

شفیق نے اس شعر کو بھی غلام ہی سے منسوب کیا ہے اس کے برخلاف ''تذکرہ گلشن سخن'' مؤلفہ مردان علی خاں مبتلا نے اسے سودا کی تصنیف بتایا گیا ہے لیکن آخرالذکر انتساب کی کسی اور ذریعے سے تصدیق نہیں ہوتی۔

(۲۵) سودا اور حسرت

ہووے نہ ملک عشق سے کم رسم داغ دل
روشن رہے ہمیشہ الٰہی! چراغ دل

یہ مطلع اسی زمین کے ایک شعر کے ساتھ کلام سودا کے بیشتر نسخوں کے حصہ غزلیات میں متفرق اشعار کے طور پر درج ہے نیز مبتلا اور سرور کے تذکروں میں بھی انھیں سے منسوب ہے۔ اس کے برخلاف حسرت کے کسی قلمی یا مطبوعہ نسخے میں موجود نہیں لیکن مؤلف ''سراپا سخن'' نے غالباً کسی غلط فہمی کی بنا پر اس کا انتساب جعفر علی حسرت کے نام سے کر دیا ہے۔

(۲۶) سودا اور جرات

قلندر بخش جرات (متوفی ۱۲۲۴ھج) جعفر علی حسرت کے شاگرد اور اردو کے صاحب طرز شاعر ہیں۔ ان کی دو غزلوں کے مطلعے کلام سودا میں شامل ہو گئے ہیں:

کل جو بیٹھا پاس میں ایک جا، ترے ہم نام کے
رہ گیا بس نام سنتے ہی کلیجا تھام کے

یہ شعر کلیات سودا کے تمام مطبوعہ نسخوں میں 'افراد' کے تحت موجود ہے ڈاکٹر ہاجرہ نے بھی اسے اپنے مرتبہ ''دیوان غزلیات سودا'' میں مطلعات۔ کے زیر عنوان شامل کیا ہے۔ قاسم نے اسے سودا اور جرات دونوں کے نمونہ کلام میں نقل کیا ہے لیکن کلام سودا کے کسی مستند قلمی۔ نسخے میں ہماری نظر سے نہیں گزرا جب کہ ''کلیات جرات'' مرتبہ ڈاکٹر نورالحسن نقوی میں یہ شعر دس اشعار کی ایک غزل کا مطلع ہے۔

دل کو اے عشق! سوِ زلفِ سیہ فام نہ بھیج
رہزنوں میں تو مسافر کو سرِشام نہ بھیج

ہندستان میں چھپے کلیات سودا کے تمام نسخوں اور ''غزلیات مرزا محمد رفیع سودا'' مرتبہ ڈاکٹر ہاجرہ ولی الحق میں یہ شعر 'مطلعات' کے تحت درج ہوا ہے ڈاکٹر شمس الدین صدیقی نے بھی لندن کے ایک قلمی نسخے (مخزونہ انڈیا آفس نمبر ۱۴۷ یو ۶۳) کے حوالے سے اسے اپنے مرتبہ کلیات سودا جلد اوّل کے حصۂ چہارم میں شامل کیا ہے۔

دوسری طرف ''کلیات جرات'' مرتبہ ڈاکٹر نورالحسن نقوی میں یہ شعر بارہ اشعار کی ایک غزل میں مطلع کی حیثیت سے موجود ہے۔ مردان علی خاں مبتلا، علی ابراہیم خاں خلیل اور مرزا علی لطف نے اسے جرات ہی کے نام سے نقل کیا ہے جب کہ سرور کے یہاں یہ شعر اجرأت اور سودا دونوں کے انتخاب کلام میں شامل ہے۔ سودا کے نمونۂ کلام کے ذیل میں مصرع اوّل اس طرح منقول ہے:

دل کو سودا تو سو زلف سیہ فام نہ بھیج

مذکورہ دونوں روایتوں کے برخلاف قاسم نے مطلع کا انتساب قدرے تصرف کے ساتھ میر بہادر علی محبت شاگرد ثناء اللہ خاں فراق کے نام کیا ہے۔ یہاں مطلع اس طرح نقل ہوا ہے۔

دل کے ٹکڑوں کو سوِ زلفِ سیہ فام نہ بھیج
قافلہ اہلِ حرم کا ہے ، اسے شام نہ بھیج

(مجموعۂ نغز جلد دوم ص ۱۶۲)

(۲۷) سودا اور مرزا

مرزا صادق علی خاں نام تھا جو عرف عام میں مرزا مدد اللہ ۵۷ کہے جاتے تھے۔ مرزا رفیع سودا کے ساتھ دوستانہ مراسم تھے۔ قاسم نے ان کے نمونۂ کلام میں تین شعر نقل کیے ہیں جن میں سے درج ذیل شعر ان کا نہیں سودا کا ہے اور ان کے کلام کے تقریباً تمام قلمی و مطبوعہ نسخوں میں ایک غزل: ع'' نے ضرر کفر کو نے دین کا نقصاں مجھ سے'' میں موجود ہے۔

اس کی خو سے نہیں واقف ، انھیں رونے سے کام
کیا کیا چاہتے ہیں دیدۂ گریاں مجھ سے

سودا کے یہاں مصرع اوّل میں ''واقف'' کی جگہ ''محرم'' ملتا ہے۔

(۲۸) سودا، عسکر اور مرزا عباس علی

روتے روتے نہ رہا نام کو نم چشموں میں آبرو کیوں کے رہے گی مری ہم چشموں میں

ڈاکٹر شمس الدین صدیقی نے لندن کے ایک قلمی نسخے ''مخزونہ برٹش میوزیم'' لندن: نمبر اے۔ ڈی۔ ڈی ۲۶۵۲۹) کی بنیاد پر اس شعر کو اپنے مرتبہ کلیات سودا جلد اوّل کے حصہ چہارم میں شامل کیا ہے اور ڈاکٹر ہاجرہ نے نسخۂ شمس ہی کے حوالے سے ''دیوان غزلیات مرزا محمد رفیع سودا'' میں مطلعات کے تحت داخل کر لیا ہے لیکن اصلاً یہ شعر عسکر علی خاں عسکر کا ہے اور تذکرہ میر حسن، تذکرۂ مسرت افزا، تذکرۂ عشقی، تذکرۂ بینی

نرائن (دیوان جہاں) تذکرۂ محسن (سراپا سخن) اور تذکرۂ نساخ وغیرہ میں انھیں سے منسوب بھی ہے۔ ان شواہد کے برخلاف مردان علی خاں مبتلا نے اس شعر کو مرزا عباس علی خلف عسکر علی خاں کے نام درج کیا ہے (گلشن سخن مرتبہ سید مسعود حسین رضوی ادیب ص ۱۷۳)

(۲۹) سودا اور عظیم

مرزا محمد عظیم بیگ عظیم، مصحفی، قاسم اور نساخ کے بقول ابتدا میں شاہ حاتم کے شاگرد تھے بعد میں سودا کے حلقۂ تلامذہ میں داخل ہوئے، میر حسن خلیل، عشقی اور شیفتہ نے صرف سودا سے تلمذ کا ذکر کیا ہے جب کہ سعادت خاں ناصر صرف حاتم سے نسبت شاگردی کا حوالہ دیتے ہیں سرور کا بیان ہے کہ "شاگرد شاہ حاتم......از قصائد و غزلیات تلاش (تلاشی) تتبع میرزا رفیع السودا منظوری داشت" (عمدۂ منتخبہ ص ۴۱۶) مفتی صدرالدین آرزو بھی سرور کے ہم نوا ہیں۔ انھوں نے لکھا ہے کہ "از شاگردانِ شاہ حاتم بودہ۔ اکثر پیروی شیوہ طرز گفتار مرزا رفیع نمودہ۔"

بعض تذکرہ نگاروں کے مطابق عظیم بیگ ایک بد دماغ قسم کے انسان تھے۔ مصحفی لکھتے ہیں" در مشاعرہ ہامی آمد و بر صدر مجلس می نشست۔ دعوائے شاعری خیلے در دماغش جاداشت، ہیچ کس را بہ خاطر نمی آورد، خود را از ہمہ ممتاز می داشت ما آنکہ ہیچ علم و فن ندارد" ۵۸ اور سرور کا بیان ہے "دعوی شاعری خیلے در دماغش متمکن بود۔ کسے را ہم سرِ خود دریں فن نمی دانست" ۵۹

سودا اور عظیم کے یہاں ایک شعر مشترک ہے

پھونکا ہے مری آہ نے دامان شفق کو
اے چرخ سنبھلنا کہ لگی متصل آتش

یہ شعر کلیات سودا کے دو قلمی نسخوں (۲۰) میں ان کی غزل: ع

"سینے میں ہوا نالہ و پہلو میں دلِ آتش"

میں شامل ہے۔ ڈاکٹر شمس الدین صدیقی کے یہاں لندن کے ایک نسخے (نمبر ۱۵۲۔ بی ۳۳۵۲۔ ۳۳۵۳) کے حوالے سے پاورق میں درج ہے۔ جب کہ قاسم شیفتہ، باطن، آرزو، نساخ اور کریم الدین وغیرہ نے اسے اپنے تذکروں میں عظیم کے نام سے نقل کیا ہے اس سلسلے میں قاسم کا بیان اہم بھی ہے اور دل چسپ بھی لکھتے ہیں:

"ایں شعر را بعضے بہ نواب عماد الملک نسبت کنند عفی اللہ عنہ ایں بے بضاعت زبانی مرزا مرحوم شنیدہ کہ در غزل خود می خواند (و) ہم در دیوانِ دستخطی خوش ثبت نمودہ، واللہ بحقیقتہ (الحال)" ۶۱

متذکرہ بالا تمام تذکرہ نگاروں نے مصرع اوّل میں ''پھونکا ہے مری'' کے بجائے ''بھڑکا ہی دیا'' نقل کیا ہے۔

(۳۰) سوداؔ اور عاکفؔ

کہہ باغباں! قسم ہے تجھے کیا چلی بہار؟
دامان گل پکڑ کے جو یہ خار رہ گئے

کلیات سودا میں شامل چھبیس بندوں پر مشتمل ایک مخمس۔

ہم کو دکھا جب اپنے تم اطوار رہ گئے

میں نواں بند اس شعر کی تضمین پر مشتمل ہے۔ قاسم نے اس شعر کو سوداؔ کے ایک مجہول الاحوال شاگرد عاکفؔ سے منسوب کیا ہے اور یہ اطلاع دی ہے کہ مرزا سودا نے اپنے واسوخت میں تضمین کیا ہے۔ بہ ظاہر واسوخت سے یہی مخمس مراد ہے کیوں کہ سودا کے یہاں یہ شعر اس مخمس کے سوا کسی اور جگہ موجود نہیں۔ سرور نے بھی ایک شخص کے حوالے سے عاکف کا صرف ایک شعر نقل کیا ہے جس کا مصرع اوّل منقولہ بالا شعر کے مصرع اوّل کے مطابق ہے لیکن مصرع ثانی مختلف ہے۔ یہ دوسرا مصرع حسب ذیل ہے۔

گل کو جو دیکھ دیکھ کے روتی ہے عندلیب

سروؔر نے چوں کہ یہ شعر کسی نامعلوم شخص کی زبانی سن کر نقل کیا ہے اس لیے اس امکان کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا کہ راوی کو دوسرا مصرع یاد نہ رہا ہو اور اس نے غلطی سے کسی دوسرے شعر کا مصرع نقل کر دیا ہو۔

سوداؔ کے متذکرہ بالا مخمس کا آخری بند درج ذیل ہے۔

سوداؔ کی تم نہ مانیو یہ لن ترانیاں		اس گفتگو کے کرنے سے گھِستی نہیں زباں
جو کچھ کوئی کہے وہ سنا کیجے مہرباں		تجھ کو کہ عاکفاں کو چھٹ اس کے جگہ کہاں
در سے اٹھا دیا، پس دیوار رہ گئے

اس بند کے آخری دو مصرعوں میں سے پہلے مصرعے میں لفظ ''عاکف'' کی موجودگی بہ ظاہر تخلص کی حیثیت سے اس کے استعمال پر دلالت کرتی ہے۔ اس بنیاد پر قیاس کیا جا سکتا ہے کہ سوداؔ نے عاکف کے صرف ایک شعر کو نہیں بلکہ پوری غزل کو اس مخمس میں تضمین کیا ہے نسخہ جانسن (انڈیا آفس لندن میں محفوظ کلام سودا کے ایک دیدہ زیب قلمی نسخے) میں اس مخمس کا عنوان ''تضمین بر غزل خود'' ہے لیکن راقم سطور کو محفوظ کلام سودا کے کسی قلمی یا مطبوعہ نسخے میں نہیں ملی البتہ تذکرہ شورش کے نسخہ لندن (دو تذکرے، مرتبہ کلیم الدین) میں شعر زیر بحث اور اس کے ساتھ درج ذیل مقطع بھی سوداؔ کے کلام کے تحت منقول ہے۔

سودا کا حال جانے ترحم ہے یہ کہ تم
دیکھ اس کی شکل کھینچ کے تروار رہ گئے

تذکرہ شورش کا یہ نسخہ معتبر نہیں۔ چناں چہ مختلف شعرا کے ترجموں میں خاص تعداد میں غیر مستند اور الحاقی اشعار ہیں، خود سودا کا ترجمہ بھی اس سے مستثنیٰ نہیں

(۳۱) سودا اور مرزائی رگمانی مل کھتری

جو کوئی کسی کو یار! کلپاوے گا یہ یاد رکھو سو بھی نہ کل پاوے گا
اس دور مکافات میں سنیو ظالم! جو کوئی کرے گا آج ، کل پاوے گا

یہ رباعی دیوان سودا کے صرف ایک ایسے قلمی نسخے (مخزونہ خدا بخش لائبریری پٹنہ، مکتوبہ ۱۲۱۲ فصلی) میں ملتی ہے جس میں دوسرے شعرا کا کلام بھی شامل ہے۔ دوسری طرف میر حسن، امر اللہ الہ آبادی، علی ابراہیم خاں خلیل، عشقی، مرزا علی لطف اور نساخ نے اس رباعی کو قدرے ترمیم شدہ شکل میں محمد علی خاں مرزائی خلف نعیم اللہ خاں کے نام سے نقل کیا ہے۔[۶۲]

مرزائی علم موسیقی کے ماہر تھے اور تفنن طبع کے طور پر کبھی کبھی شعر بھی کہہ لیا کرتے تھے وہ دربار اودھ سے وابستہ تھے اس لیے اس بات کا امکان ہے کہ اپنے اشعار اصلاح کی غرض سے سودا کو دکھاتے رہے ہوں۔ متذکرہ بالا تذکروں میں زیر بحث رباعی کا متن یہ ہے۔

جو کوئی کسی کو یار! کلپاوے گا یہ یاد رہے وہ بھی نہ کل پاوے گا
اس دور مکافات میں سن اے غافل! بیدار کرے گا آج ، کل پاوے گا

مذکورہ بالا تینوں تذکروں کی روایت کے برعکس شوق نے اس رباعی کو اپنے تذکرے میں گمانی مل کھتری سے منسوب کیا ہے۔

(۳۲) سودا اور حیدر بخش حیدری رفتح چند ممنون

برابری کا تری گل نے جب خیال کیا
صبا نے مار طمانچہ منھ اس کا لال کیا

قدرت اللہ شوق نے اپنے تذکرے میں اس شعر کو فتح چند ممنون کے نام سے نقل کیا ہے۔ تذکرہ طبقات شعرا کے مرتب نثار احمد فاروقی اس انتساب سے اختلاف کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ''یہ شعر ممنون کا نہیں، تذکروں میں سودا کے نام سے درج ہوا ہے۔''

راقم کی تحقیق کے مطابق اس شعر کے مصنف دراصل میر حیدر بخش حیدری ہیں۔ ثبوت یہ ہے کہ یہ شعر (۱) ''دیوان حیدری'' مرتبہ عبادت بریلوی (مطبوعہ پنجابی ادبی اکادمی پریس لاہور، ناشر و شائع کردہ اردو مرکز کراچی آرام باغ روڈ) میں پہلی غزل کا مطلع ہے (۲) ''دیوان جہاں'' مرتبہ کلیم الدین میں پانچ اشعار کی ایک غزل حیدری کے نام سے شامل ہے جس میں زیر بحث شعر مطلعے کے طور پر موجود ہے اور (۳) نساخ نے بھی اس شعر کو حیدر بخش حیدری ہی سے منسوب کیا ہے۔

جناب نثار احمد فاروقی کا یہ بیان بھی کہ ''یہ شعر تذکروں میں سودا کے نام سے درج ہوا ہے'' درست نہیں کیوں کہ سوائے ''آب حیات'' کے اس شعر کا انتساب سودا سے کہیں نہیں کہا گیا ہے اور نہ یہ ان کے دیوان کے کسی نسخے میں ملتا ہے۔

(۳۳) سودا اور معروف

اب درد دل سے موت ہو یا دل کو تاب ہو	قسمت کا جو برا ہو الٰہی شتاب ہو
اس کشمکش کے دام سے کیا کام تھا ہمیں	اے الفت چمن ترا خانہ خراب ہو

یہ دونوں اشعار کلیات سودا کے (باستثنائے چند) تمام قلمی نسخوں میں موجود ہیں۔ میر، گردیزی اور مبتلا نے بھی انھیں سودا ہی سے منسوب کیا ہے۔ برخلاف اس کے یہ دونوں شعر الفاظ کے معمولی فرق کے ساتھ نواب الٰہی بخش معروف کے دیوان کے ایک قلمی نسخے (مخزونہ پنجاب یونیورسٹی، لائبریری، لاہور) میں بھی شامل ہیں ۶۳ لیکن یہ انتساب اس اعتبار سے درست نہیں کہ یہ اشعار تذکرہ میر اور تذکرہ گردیزی میں موجود ہیں جو معروف (متوفی ۱۲۴۶ھ) کی ولادت یا کم از کم ان کے زمانۂ نومشقی سے قبل کی تصانیف ہیں۔

(۳۴) سودا اور محبت خان محبت

شب کہ مجلس بیچ وہ غارت گر ہر خانہ تھا
تھے جو باہم آشنا اک ایک سے بے گانہ تھا

یہ شعر کلام سودا کے متعدد قلمی اور تمام مطبوعہ نسخوں میں بغیر کسی تبدیلی کے اسی زمین کی ایک غزل کا حسن مطلع ہے اور چار مستند قلمی نسخوں (حب، بنا ۲ ک ل ر۲) میں یہی شعر، مصرع اوّل کی لفظی تبدیلی کے ساتھ اسی غزل میں شعر مفرد کے طور پر موجود ہے۔ تبدیل شدہ مصرع یہ ہے ''رات جب تک بزم میں بیٹھا تھا وہ خانہ خراب'' برخلاف اس کے مصرع اوّل میں بہ ادنیٰ تصرف علی ابراہیم خاں خلیل اور سرور نے پہلی صورت کو محبت خاں محبت سے منسوب کیا ہے۔ ۶۴

(۳۵) سودا اور مضمون

لٹی مے ، اٹھ گیا ساقی، مرا بھی پُر ہو پیمانہ
الٰہی اس طرح دیکھوں میں کن آنکھوں سے میخانہ
بنا ہی اٹھ گئی یارو !غزل کے خوب کہنے کی
گیا مضمون دنیا سے ، رہا سودا سو مستانہ

یہ قطعہ بند اشعار کلام سودا کے تمام مطبوعہ نسخوں کے علاوہ بیشتر قلمی نسخوں میں بھی موجود ہیں۔ دراصل یہ دوشعری قطعہ شرف الدین مضمون شاگردِ عزیز خاں آرزو کی وفات (۱۱۵۸ھ/۱۷۴۵ء) پر ان کے شاعرانہ کمال کے اعتراف کے طور پر کہا گیا معلوم ہوتا ہے۔ چوں کہ آخری شعر میں سودا کے ساتھ مضمون کا نام آیا ہے لہذا غلط فہمی کا شکار ہو کر اصغر حسین نظیر لدھیانوی نے اپنی کتاب ''مختصر تاریخ ادب اردو'' میں اسے مضمون کے نام سے درج کر دیا ہے۔ یہاں متن میں بعض لفظی اختلافات بھی راہ پا گئے ہیں مثلاً شعر کے مصرع دوم میں ''اس طرح'' کی جگہ ''کسی طرح'' اور ''کن آنکھوں سے میخانہ'' کی جگہ ''ان آنکھوں سے پیمانہ'' نقل کیا گیا ہے اور دوسرے شعر کے مصرعہ اوّل میں ''بنا ہی اٹھ گئی یارو!'' کو ''بنائیں اٹھ گئیں یارو!'' بنا دیا گیا ہے۔ متن کی ان لفظی تبدیلیوں سے قطع نظر پہلے شعر کے دونوں مصرعوں میں قافیہ پیمانہ بھی بہ اعتبارِ اصولِ فنِ شعر غلط ہے۔

حواشی:

۱۔ سعادت خاں ناصر نے جعفر علی حسرت کے ذکر میں لکھا ہے ''ایک دن میر سوز نے مرزا رفیع السودا سے کہا کہ ہم حسرت کو آپ کی طرف سے ناصاف اور ہر باب میں خلاف پاتے ہیں۔ شکنجہ ہجو سے اس کو مالش دیا چاہیے اور معترف اپنے قصور کا اسے کیا چاہیے۔ سودا نے فرمایا، میں اس کی ہجو کرتا ہوں جو شاعر ہو نہ کہ ایسے ناشاعر کی۔ یہ رباعی تمھارے نام سے کہی جاتی ہے اس کی تنبیہ کو کافی ہوگی'' بعد ازاں ایک رباعی ''کیوں سوز پر حسرت کا نہ دل ہووے سپند'' نقل کی ہے (خوش معرکہ زیبا، جلد اوّل، مرتبہ شفق خواجہ، ص ۵۰۔۲۴۹)

۲۔ ایضاً، ص ۲/۵۔

۳۔ ''تذکرہ شعرائے اردو''، از میر حسن، مطبوعہ ۱۹۲۲ء، ص ۱۲۱۔

۴۔ ''طبقات الشعرا''، از قدرت اللہ شوق، ص ۲۸۸، ۲۸۵۔

۵۔ ایضاً۔

۶ ''تذکرۂ ہندی'' مرتبہ مولوی عبدالحق، طبع اوّل، ص ۱۰۶۔
۷ ''مجموعۂ نغز''، ز قدرت اللہ قاسم، جلد ا، ص ۲۷۶۔
۸ ''خم خانۂ جاوید''، از لالہ سری رام، ص ۵۱۳۔
۹ ''کلیات سودا کا پہلا مطبوعہ نسخہ''، از قاضی عبدالودود، سویرا، ص ۵۶۔
۱۰ ایضاً، ص ۵۵۔
۱۱ ان دونوں غزلوں کے علاوہ اٹھارہ مراثی مہربان خان یا مہربان تخلص کے ساتھ کلیات سودا کے بعض نسخوں میں موجود ہیں۔ ان میں سے کوئی مرثیہ سوز کے نام سے نہیں ملتا۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو قاضی عبدالودود مرحوم کے محولہ بالا مقالے کا ص ۵۷، ۵۸ اور شیخ چاند مرحوم کی کتاب ''سودا''۔
۱۲ ڈاکٹر ہاجرہ ولی الحق نے بھی اسے اپنے تحقیقی مقالہ ''دیوان غزلیات سودا'' میں شامل کیا ہے، ص ۱-۴۔
۱۳ (۱) نسخۂ انڈیا آفس نمبر بی ۱۴۷ یو ۶۳ (۲) نسخۂ برٹش میوزیم نمبر اے ڈی ڈی ۸۹۲۲۔
۱۴ ''دیوان غزلیات مرزا سودا'' ہاجرہ ولی الحق میں ص ۴۷۵ پر موجود ہے۔
۱۵ نسخۂ انڈیا آفس نمبر بی ۱۴۷ یو ۶۳۔
۱۶ ''سودا'' از شیخ چاند طبع ثانی، انجمن ترقی اردو، پاکستان ص ۱۱۸۔
۱۷ ڈاکٹر حاجرہ ولی الحق نے ''دیوان غزلیات سودا'' کے مقدمے میں سوز کی ایک سو چھبیس غزلیں کلیات سودا میں الحاق قرار دی ہیں۔ جن میں ایک غزل: ''روتا ہے تیرے غم میں دل زار زار زار، راقم السطور کو سودا کے کسی دیوان یا کلیات میں نہیں ملی۔ بقیہ دس غزلوں میں سے ایک غزل ''آنکھیں بھی اس کی آنکھوں سے گرٹک ملا کریں''۔ غالباً درج ہونے سے رہ گئی ہے۔ دوسری غزل: ''اے گل صبا کی طرح پھرے اس چمن میں ہم'' ڈاکٹر موصوفہ کے بیان کے مطابق کلیات سوز میں نہیں ہے جب کہ اردوئے معلّٰی سوز نمبر میں موجود ہے۔ ان کے نزدیک یہ سودا کی ہے۔
۱۸ (۱) نسخۂ بنارس یونیورسٹی نمبر ۴/۶۸/UIX۳ (۲) ایضاً ۱/۷۰/UIX۳
۱۹ بحوالہ ''مرزا رفیع سودا'' از ڈاکٹر خلیق انجم ص ۴۹۷۔
۲۰ (۱) نسخہ خدا بخش ایچ ایل نمبر ۱۵۵ (۲) نسخہ ادارۂ ادبیات اردو نمبر ۷۹۳ (۳) نسخہ اسٹیٹ آرکائیوز، حیدرآباد دکن (آصفیہ) نمبر ۹۸۔
۲۱ ''کلیات سودا'' جلد ا، حصہ چہارم، ص ۶۵۸ (۲) ''دیوان غزلیات سودا'' مرتبہ ہاجرہ ولی الحق، ص ۴۷۳۔
۲۲ نسخۂ انڈیا آفس، لندن نمبر بی ۱۴۷، یو ۶۳۔
۲۳ نسخۂ سالار جنگ، نمبر ۱۶۵۔
۲۴ ''پنجاب میں اردو'' از پروفیسر محمود شیرانی، طبع اتر پردیش اکادمی، لکھنؤ، ص ۱۷۔
۲۵ ''مجموعۂ نغز'' جلد اوّل، ص ۳۵۶۔
۲۶ (۱) نسخۂ خدا بخش، نمبر ایچ۔ ایل ۱۵۵ (۲) نسخۂ ادارۂ ادبیات اردو، نمبر ۷۹۳ (۳) نسخۂ سالار جنگ میوزیم،

نمبر ۱۵۶ (۴) نسخۂ آرکائیوز حیدرآباد (آصفیہ) نمبر ۹۸ (۵) نسخۂ بنارس یونیورسٹی نمبر ۱/۶۸/۳X ایو (۶) نسخۂ رضا لائبریری، رام پور، نمبر ۸۸۸۔

۲۷۔ نسخۂ برٹش میوزیم، نمبر اور ۱۲۱۱۷ (۲) ایضاً، نمبر ایجرٹن ۱۰۳۹ (۳) نسخۂ انڈیا آفس، نمبر بی ۱۴۷ یو ۶۳ (۴) نسخۂ برٹش میوزیم نمبر اے ڈی ڈی ۸۹۲۲۔

۲۸۔ (۱) نسخۂ خدا بخش، نمبر ایچ ایل ۱۵۵ (۲) نسخۂ ادارہ ادبیات اردو نمبر ۷۹۳ (۳) نسخۂ سالار جنگ نمبر ۱۵۶ (۴) نسخۂ اسٹیٹ آرکائیوز حیدرآباد (آصفیہ) نمبر ۹۸ (۵) نسخۂ بنارس یونیورسٹی نمبر ۱/۶۸/۳U I X (۶) نسخۂ رضا لائبریری، رام پور، نمبر ۸۸۸۔

۲۹۔ نسخۂ انڈیا آفس، نمبر بی ۱۴۷ یو ۶۳۔

۳۰۔ نسخۂ رضا لائبریری، نمبر ۸۸۹۔

۳۱۔ نسخۂ برٹش میوزیم نمبر اے ڈی ڈی ۸۹۲۲۔

۳۲۔ ایضاً۔

۳۳۔ نسخۂ رضا لائبریری، رام پور، نمبر ۸۸۹۔

۳۴۔ نسخۂ برٹش میوزیم، نمبر او آر ۱۴۔

۳۵۔ (۱) نسخۂ اسٹیٹ آرکائیوز الہ آباد نمبر ۱۰۹۳۹ (۲) نسخۂ رضا لائبریری، نمبر ۸۸۷ (۳) نسخۂ بنارس یونیورسٹی نمبر ۴/۶۹/۳UIX (۴) نسخۂ خدا بخش، نمبر ایچ ایل ۱۵۵ (۵) نسخہ ادارۂ ادبیات اردو حیدرآباد نمبر ۷۹۳ (۶) نسخۂ سر سالار جنگ میوزیم نمبر ۱۵۶ (۷) نسخۂ بنارس یونیورسٹی نمبر ۱/۶۸/۳UIX (۸) نسخۂ رضا لائبریری، رام پور، نمبر ۸۸۸ (۹) نسخۂ اسٹیٹ آرکائیوز حیدرآباد (آصفیہ) نمبر ۹۸۔

۳۶۔ (۱) نسخۂ خدا بخش نمبر ۳۲۷ (۲) نسخہ ادارۂ ادبیات اردو حیدرآباد نمبر ۸۸۹/۹۲۹ (۳) نسخۂ بنارس یونیورسٹی نمبر ۱/۶۸/۳UIX (۴) ایضاً، نمبر ۱/۶۸/۳UIX (۵) نسخۂ رضا لائبریری، نمبر ۸۸ (۶) نسخہ مملوکہ ڈاکٹر ہاجرہ ولی الحق، نمبر ۲ (۷) نسخۂ انڈیا آفس نمبر بی ۱۴۷ یو ۶۳ (۸) نسخۂ برٹش میوزیم نمبر اے ڈی ڈی ۸۹۲۲ (۹) نسخۂ انڈیا آفس نمبر بی ۵۰ پی ۲۱۱۹۔

۳۷۔ ''چمنستان شعراء'' از شفیق اورنگ آبادی، طبع ۱۹۲۸ء، ص ۳۶۷۔ شفیق کے الفاظ یہ ہیں ''ایں شد کہ مذکور شد رد دیوان تاباں ہم نظر در آمد۔''

۳۸۔ ''سودا کا الحاقی کلام'' از ڈاکٹر اکبر حیدری، شائع شدہ، اکادمی، لکھنؤ شمارہ نمبر ۱۹۶۱ء، ص ۱۸۱۔

۳۹۔ (۱) مخزونہ سالار جنگ میوزیم، نمبر ۱۵۶، مکتوبہ ۱۲۲۰ھ مخزونہ ٹیگور لائبریری، لکھنؤ یونیورسٹی مکتوبہ ۱۲۴۴ھ (۳) اورینٹل ریسرچ لائبریری سری نگر، مکتوبہ ۱۲۷۸ھ (بحوالہ ڈاکٹر ہاجرہ ولی الحق) (۴) مخزونہ خدا بخش لائبریری، پٹنہ، مکتوبہ ۱۲۱۲ھ فضل (۵) مخزونہ انڈیا آفس لائبریری لندن مکتوبہ ۱۲۱۲ھ، ''انتخاب غزلیات سودا'' مرتبہ شارب ردولوی، اردو اکادمی، دہلی ۲۰۰۰ء۔

۴۰ ''انتخاب غزلیات سودا مرتبہ شارب ردولوی، اردو اکادمی دہلی ۲۰۰۰ء۔

۴۱ مخزونہ کتب خانہ بنارس ہندو یونیورسٹی نمبر ۱/۶۸/۳UIX۔

۴۲ دیوان میر حسن (قلمی ن) رام پور، بحوالہ مرزا محمد رفیع سودا از ڈاکٹر خلیق انجم۔

۴۳ ڈاکٹر اکبر حیدری نے ''تحقیقاتِ حیدری'' (طبع اوّل میں ص ۱۶۳) پر لکھا ہے کہ ''یہ مثنوی غلطی سے نسخۂ جانسن میں شامل کی گئی ہے''، لیکن راقم کو نسخۂ مذکور میں یہ مثنوی نہیں ملی۔ یہ بیان مبنی بر سہو معلوم ہوتا ہے۔

۴۴ (۱) مخزونہ خدا بخش لائبریری، نمبر ایچ۔ ایل ۳۱۱، مکتوبہ ۱۱۹۳ء (۲) مخزونہ کتب خانہ ندوۃ العلماء، لکھنؤ (۳) مخزونہ رضا لائبریری رام پور نمبر ۸۸۷ (۴) مخزونہ کتب خانہ ادارۂ ادبیات اردو حیدرآباد نمبر ۸۸۹/۹۲۸ (۵) مخزونہ مولانا آزاد لائبریری، مسلم یونیورسٹی علی گڑھ نمبر ۴۷۲ (۶) مخزونہ سنٹرل لائبریری، بنارس ہندو یونیورسٹی نمبر ۴/۶۹/۳UIX (۷) مخزونہ کتب خانہ ادارۂ ادبیات اردو حیدرآباد نمبر ۷۹۳ (۸) مخزونہ اسٹیٹ آرکائیوز، آندھرا پردیش، حیدرآباد نمبر ۹۸ مکتوبہ ۱۲۳۷ھ (۹) مخزونہ سرسالار جنگ میوزیم نمبر ۱۵۶، مکتوبہ ۱۲۲۰ھ (۱۰) مخزونہ انڈیا آفس، مکتوبہ ۱۲۱۹ھ، لندن (فوٹو اسٹیٹ کاپی، مولانا آزاد لائبریری علی گڑھ میں موجود ہے) (۱۱) مخزونہ برٹش میوزیم، نمبر او۔ آر ۱۲۱۱، مکتوبہ ۱۲۰۱ھ (۱۲) مخزونہ برٹش میوزیم، نمبر ۱۰۳۹، مکتوبہ ۱۲۰۳ھ (۱۳) مخزونہ برٹش میوزیم نمبر اے۔ ڈی۔ ڈی ۸۹۲۲، مکتوبہ ۱۲۳۰ھ (۱۴) مخزونہ انڈیا آفس نمبر پی ۱۵۲۔ پی ۳۳۵۲، ۳۳۵۳، مکتوبہ ۱۸۴۴ء (۱۵) مخزونہ برٹش میوزیم نمبر اے ڈی زی ۱۶۸۷۹۔

۴۵ ملکیت خدا بخش لائبریری پٹنہ نمبر ۳۲۷، مکتوبہ ۱۱۹۳ھ۔

۴۶ مخزونہ مولانا آزاد لائبریری، علی گڑھ، دیوان سودا (قلمی) نمبر ۴۷۲، کتابت ۱۲۳۱ھ۔

۴۷ مخزونہ انڈیا آفس لائبریری نمبر ۱۵۲ پی ۳۳۶۲۔۶۳۔۳۳۶۳، مکتوبہ ۱۱۹۱ھ بر مقام مدراس بحوالہ مقدمہ کلیاتِ سودا جلد اوّل مرتبہ ڈاکٹر شمس الدین، پشاور یونیورسٹی، پاکستان۔

۴۸ یہ غزل اگرچہ کلام سودا کے بیشتر قلمی اور تمام مطبوعہ نسخوں میں موجود ہے لیکن سودا کی زندگی میں لکھے گئے قلمی نسخوں (۱) نسخۂ حبیب، مخزونہ مولانا آزاد لائبریری، علی گڑھ، مکتوبہ ۱۱۷۴ھ (۲) نسخۂ بنارس مخزونہ سنٹرل لائبریری، بنارس ہندو یونیورسٹی مکتوبہ ۱۱۷۷ھ اور (۳) نسخۂ ادارہ ادبیات اردو، حیدرآباد۔ مکتوبہ ۱۱۹۵ھ سے غیر حاضر ہے۔

۴۹ یہ ایڈیشن کمیاب ہے اس کا ایک نسخہ ندوۃ العلماء لکھنؤ کے کتب خانے میں محفوظ ہے اسی سے استفادہ کیا گیا ہے۔

۵۰ مخزونہ برٹس میوزیم، نمبر اے ڈی ڈی ۲۶۵۲۹، مطبوعہ ۱۲۱۲ھ، بحوالہ کلیاتِ سودا، جلد اوّل، مجلس ترقی ادب، لاہور ۱۹۷۳ء۔

۵۱ بحوالہ ''شعرائے اردو کے تذکرے'' از ڈاکٹر حنیف نقوی، طبع اوّل، ص ۳۴۷۔

۵۲ سرور نے فغاں اور آبرو کا ہم عصر لکھا ہے (''عمدہ منتخبہ'' ۵۶) انتظار کا انتقال ۸۲۔۱۷۸۱ء میں ہوا۔

۵۳ ؎ سنتے ہی بلبل ایسا ہی تڑپی کہ مرگئی (گلشن سخن، ص ۶۲)

۵۴ قاسم سرور اور کریم الدین نے امین الدولہ لکھا ہے (مجموعہ نغز۔ جلد اوّل، ص ۷۱ عمدہ منتخبہ ۲ طبقات شعرائے ہند، ص ۷۵)

۵۵ (۱) مخزونہ خدا بخش، پٹنہ، مکتوبہ ۱۲۱۲ء فصلی (۲) مخزونہ لکھنؤ یونیورسٹی، مکتوبہ ۱۲۳۴ھ (۳) نسخۂ ڈاکٹر ولی الحق انصاری لکھنؤ۔

۵۶ مصرعے کی قیاسی تصحیح کی گئی ہے تذکرے میں اس طرح منقول ہے ۔پیا کی دیکھ زعفرانی چولی۔

۵۷ قاسم نے مدد اللہ، سرور نے مدت اللہ اور شیفتہ، باطن، نساخ اور کریم الدین وغیرہ نے ہدایت اللہ لکھا ہے۔

۵۸ تذکرہ ہندی، طبع اول ص۔۱۵۰۔

۵۹ ''عمدۂ منتخبہ'' طبع دہلی یونیورسٹی، ۱۹۶۱ء ص ۴۱۶۔

۶۰ (۱) مخزونہ کتب خانہ بنارس ہندو یونیورسٹی نمبر ۴ UIX۶۰ (۲) مخزونہ انڈیا آفس لائبریری، لندن، نمبر پی ۱۵۲۔ پی ۳۳۵۳ (بحوالۂ مقدمہ کلیات سودا مرتبہ ڈاکٹر شمس الدین صدیقی)۔

۶۱ ''مجموعہ نغز'' جلد دوم، ص ۷،۸۔

۶۲ تذکرۂ عشق (دو تذکرے مرتبہ کلیم الدین احمد) میں مصرع اس طرح نقل ہوا ہے۔ بیداد کا بدلہ آج کل پاوے گا۔

۶۳ بحوالہ ''نواب الٰہی بخش معروف'' از ڈاکٹر عبدالرزاق، مشمولہ سہ ماہی۔ غالب نامہ دہلی، جنوری تا اپریل ۱۹۷۶ء

۶۴ (۱) ''گلزارِ ابراہیم'' ص ۴۱۷ (۲) ''عمدۃ المنتخبہ'' ص ۳۲۷۔